﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد۱ جمعہ ۲۹ اپریل ۱۹۹۴ء ○ ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ شمارہ ۱۷

القرآن الحکیم

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

نیکی کرنے اور خدا کا خوف کرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے سے گریز کی خاطر اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ اور اللہ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

(سورہ البقرہ: ۲۲۵)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بناوے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ۔ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں۔ عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے۔ عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو کہ اس سے کس طرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے پیش کیا ہے۔ ہمیشہ ملتے رہو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ ایک دن آنا ہے کہ نہ ہم ہوں گے نہ تم اور نہ کوئی اور۔ اور یہ سب جنگل ویرانہ ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہو گئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے پس اس تبدیلی کو مدنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اسی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو، ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اس نے ایک مسجد کا بہانہ کر کے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اس کے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کر اس کو چندہ میں دے دی۔ مولوی صاحب نے کہا اے نیک بخت عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جائے۔ اس نے فی الفور دوسری پازیب بھی اتار کر اسے دے دی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی۔ اس کا اس پر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر آئے تو دیکھا کہ ان کی عورت روتی ہے اور اس نے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دے دیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا روتی ہے۔ یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا۔

غرض ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ ہماری جماعت کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے تم ایسے نہ بنو۔ چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت، پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو"۔

(ملفوظات جلد اول، صہ ۵۱۷، ۵۱۸)

مختصرات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے برطانیہ میں سب سے پہلے مسلم ٹیلی ویژن ـــــ "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے جس کے بابرکت فیضان کا دائرہ ساری دنیا تک ممتد ہو چکا ہے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر روز "ملاقات" کے لئے تشریف لاتے ہیں اور کم و بیش ایک گھنٹہ تک مختلف علمی اور دینی موضوعات پر عالمگیر ناظرین اور سامعین سے مخاطب ہوتے ہیں۔ ان مجالس میں بیان ہونے والے مضامین کا مختصر اشاریہ ریکارڈ اور یاددہانی کی غرض سے قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہے۔

۱۸ اور ۱۹ اپریل ۱۹۹۴ء: سابقہ اعلان کے مطابق ان دو دنوں میں حضور انور نے ہومیو پیتھی طریق علاج کے بارہ میں نہایت مفید تعلیمی کلاسوں کا انعقاد فرمایا۔ یہ کلاسیں باقاعدہ انتظام کے تحت محمود ہال میں منعقد ہوئیں جس میں پردہ کی رعایت کے ساتھ خواتین نے بھی شرکت کی۔ ایک خاص بات حضور انور نے یہ بیان فرمائی کہ صحیح دوائی کی تلاش کے لئے معالج کا مزاج شناس ہونا بہت ضروری ہے۔ حضور انور نے روزمرہ استعمال کی بعض منتخب ادویات کے تفصیلی خواص اور علامات کی تفصیل بیان فرمائی۔ کلاسوں کا یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

۲۰ اپریل ۱۹۹۴ء: آج حضور انور نے معاندین احمدیت کے بعض اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ شروع فرمایا اور یہ موضوع آئندہ دو روز بھی جاری رہے گا۔ مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے ایک رسالہ "قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق" میں اٹھائے گئے اعتراضات کو باری باری لیکر ہر

بقیہ صہ ۱۰

موجودہ زمانہ میں ہمارا کام لوگوں کے قلوب کو بدلنا ہے

۲۵ فروری ۱۹۳۶ء کو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ولایت تشریف لے جانے اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی بلاد عربیہ سے واپسی پر مدرسہ احمدیہ و جامعہ احمدیہ کے طلباء کی طرف سے بورڈنگ ہاؤس مدرسہ احمدیہ میں جو دعوت چائے دی گئی۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خطاب فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ مبلغوں کے باہر جانے اور آنے کا سلسلہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا چلا جائے گا اور شاید یہ سلسلہ کسی وقت اس کثرت کو پہنچ جائے کہ اس قسم کی پارٹیوں کو فضول سمجھتے ہوئے ایک بوجھ قرار دینا پڑے۔ وہ جماعت جو دنیا کے تمام افراد کو مخاطب کرتی اور اپنی صداقت کا ان سے اعتراف کراتی ہے اس کے لئے وہ دن کچھ بعید نہیں۔ جب بغیر کسی ناغہ کے غیر ممالک کو مبلغین صبح و شام روانہ ہوں اور ان ایام میں صبح و شام پارٹیاں دینا اچھے بھلے آدمیوں کو پاگل بنا دینے کے لئے کافی ہو۔ اس کا علاج آخر یہی ہو گا جو اس قسم کی پارٹیوں کا اصل مقصد اور منشا ہے یعنی ان دعاؤں پر اکتفا کی جایا کرے گی۔ جو مومنوں کے دلوں سے خدام دین کے لئے نکلا کرتی ہیں۔

ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو نئے سے نئے درس اور نئی سے نئی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بڑھانا چاہتا ہے اور نئے سے نئے درس اور نئی سے نئی تعلیم اسے سکھانا چاہتا ہے۔ درسوں اور تعلیموں کو سیکھنے والے دو طرح کے طالبعلم ہوتے ہیں۔ ایک وہ جنہیں ترقی کرنے کی عادت ہوتی ہے اور ہر ایک نئے سبق پر خوشی محسوس کرتے ہوئے آگے کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اور ایک وہ طالبعلم، جنہیں ترقی کرنے کی عادت نہیں ہوتی اور ہر نئے سبق پر اپنے دلوں میں بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ ایسے طالب علم ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے طالب علموں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ ترقی کرنے والے طلباء کو ان کے اساتذہ نئی تعلیمیں اور نئے درس دیتے ہیں اور وہ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر وہ طلباء جو ناکام رہتے ہیں اور ہر نئے سبق اور نئی تعلیم پر اپنے دلوں میں بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ ان سے استاد بھی بے توجہی سے کام لینے لگ جاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ مومنوں کو نئے سے نئے درس اور نئی سے نئی تعلیم دیتا ہے۔ وہ درس کبھی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلاؤں کے رنگ میں اور کبھی انعام کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ اور وہ قوم جسے خدا تعالیٰ ترقی کی انتہائی منازل پر پہنچانا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے رستہ میں الٰہی سنت کے ماتحت روکیں پیدا ہوں۔ اور ان کا ابتلاؤں کے ذریعے امتحان کیا جائے۔ مگر وہ لوگ جو کم حوصلہ ہوتے ہیں وہ معمولی سا ابتلاء دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اس شور کے ذریعہ اپنی ذمہ داریوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی لغزشوں کو چھپانے کے لئے مختلف قسم کے عذرات تراشتے ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو دوسروں سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دور کی نگاہ سے بے پرواہ ہو کر قریب کی نگاہ پر شور مچاتے ہیں اور اس جوش کھانے والی ہنڈیا کی مانند جس پر جھاگ آ جاتی ہے۔ اپنے جوش کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ نادان اس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد جھاگ بیٹھ جائے گی اور جوش ختم ہو جائے گا۔

پس ابتلاؤں کے وقت مومنوں اور غیر مومنوں کے درمیان امتیاز ہو جاتا ہے۔ مومن ان مشکلات کو دیکھ کر صبر سے کام لیتے ہوئے اپنا قدم آگے کی طرف بڑھاتا ہے اور غیر مومن مشکلات کو دیکھ کر گھبراتا اور شور مچانے لگ جاتا ہے۔ وہ اس طریق کے اختیار کرنے میں اپنی فطرت کی بزدلی کا اقرار نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو چھپانے اور مخفی رکھنے کے لئے دلیلیں دیتا ہے۔ دنیا میں مجرم اپنے جرم کا کبھی اقرار نہیں کرتا الا ماشاء اللہ کوئی نیک اور متقی ہو۔ تو وہ اپنے جرم کا اقرار کر لیتا ہے مگر منافق کبھی اپنے جرم کا اقرار نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ اپنے جرم کو چھپانے کے لئے عذر پیش کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے قیامت کے دن کفار خدا تعالیٰ کے سامنے کہیں گے "ما کنا مشرکین" کہ ہم مشرک نہ تھے۔ حالانکہ قیامت وہ دن ہو گا جبکہ تمام اسرار کھل جائیں گے۔ عدالت قائم ہو گی اور آخری فیصلہ کی گھڑی آ جائے گی۔ مگر

بقیہ صہ ۱۵

اداریہ

کیا اقوام متحدہ امن عالم کا ادارہ ہے؟

یونائٹڈ نیشنز کے فیصلوں کے تابع بوزنین مسلمانوں پر جو نہایت دردناک انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اس کی ایک تازہ مثال گوراژدے کی تباہی ہے۔ یہ وہ شہر ہے جسے اقوام متحدہ نے "محفوظ علاقہ" قرار دیا تھا اور اس "محفوظ علاقے" پر جس طرح سرب فوجوں نے دن رات گولہ باری کر کے شدید تباہی مچائی اور جس طرح وہاں مردوں، عورتوں اور بچوں کو وحشت و بربریت کا نشانہ بنایا اس کی داستان بہت لرزہ خیز ہے۔ اس سے پہلے بھی بعض ایسے مقامات سے، جنہیں "محفوظ علاقے" قرار دیا گیا تھا، سرب فوجوں نے یہی سلوک کیا تھا۔ اس سارے خون خرابے پر اقوام متحدہ اور نیٹو کے اداروں نے اور بعض مغربی لیڈروں نے شدید ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کیا لیکن ان کا یہ اظہار ناراضگی محض چند آوازیں نکالنے کی حد تک تھا۔ وہ سربوں کے خلاف سخت کاروائی کی دھمکی کی باتیں کرتے رہے لیکن کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے دیکھا کہ اب گوراژدے میں تسلی بخش حد تک تباہی ہو چکی ہے تو سربوں کو دھمکی دی گئی کہ وہ فلاں مدت کے اندر اندر اپنی فوجیں اور بھاری ہتھیار گوراژدے سے دور لے جائے ورنہ اس کے ٹھکانوں پر فضائی حملے کئے جائیں گے۔ اس دھمکی کے بعد بھی سرب فوجوں نے ڈیڈ لائن سے پہلے پہلے گوراژدے پر نہایت شدت کے ساتھ بھرپور بمباری کی اور پھر جیسا کہ اسے کہا گیا تھا اس نے اس "محفوظ علاقے" سے اپنی فوجیں باہر نکال لیں اور اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ اب نیٹو کی دھمکی پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اقوام متحدہ اور مغربی دنیا کے طرز عمل سے صاف ظاہر ہے کہ اقوام متحدہ کا یہ اتحاد نیکی پر نہیں بلکہ بدی پر ہے۔ امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلیج کی جنگ کے دوران اپنے متعدد خطبات میں کھلے کھلے تجزیہ اور واقعاتی مثالوں کے ساتھ بہت واضح الفاظ میں دنیا کو بتا دیا تھا کہ یہ اقوام متحدہ عملاً صرف چند بڑی طاقتوں کے مفادات کے تحفظ کا ادارہ ہے اور ان طاقتوں کو اسبات کی کھلی آزادی ہے کہ جب چاہیں کسی کے خلاف ظلم کریں یا اپنے کسی چیلے سے جس طرح چاہیں کسی پر ظلم کرالیں۔ اقوام متحدہ کی یہ کیفیت ہے کہ جب عربوں اور مسلمانوں کے خلاف فیصلے کرنے ہوں تو انتہائی ظالمانہ فیصلے کئے جاتے ہیں اور جب ان کے حق کی بات ہو تو سوائے چند آوازیں نکالنے کے اس کی اور کوئی بھی حیثیت نہیں۔ آپ نے موجودہ اقوام متحدہ کے کئی قسم کے اندرونی تضادات اور اس کے طرز عمل میں موجود ناانصافیوں کو کھول کر بیان کرتے ہوئے تیسری دنیا کے غریب ممالک کو ایک نئی اقوام متحدہ کے قیام کی ضرورت اور اس سلسلہ میں رہنما اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ تنبیہ فرمائی تھی کہ:-

"...... اگر یہ صورتحال اسی طرح جاری رہی تو اس کے نتیجہ میں اقوام متحدہ کا ادارہ اور اس سے منسلک تمام ادارے، سیکیورٹی کونسل وغیرہ صرف کمزور ملکوں پر ظلم کے لئے استعمال کئے جائیں گے اور ان کے فائدے کے لئے استعمال ہو ہی نہیں سکیں گے۔ صرف ان کے فائدے کے لئے استعمال ہونگے جو ان قوموں کی غلامی کو تسلیم کریں اور ان کے پاؤں چاٹیں ...."

"یہ عجیب قسم کا امن عالم کا ادارہ ہے اور عجیب قسم کی یونائٹڈ نیشنز ہے۔ فیصلے کرنے کا اختیار ہے، فیصلے نافذ کرنے کا اختیار نہیں۔ فیصلے نافذ کرنے کا اختیار بڑی طاقتوں کو ہے اور تمام دنیا کی قومیں بڑی طاقتوں کی مرہون منت بنی ہوئی ہیں۔ یہ ادارہ زندہ رہنے کے لائق نہیں ہے۔ یہ غلامی کو جاری رکھنے کا ادارہ ہے۔ غلامی کے تحفظات کا ادارہ ہے۔ آزادی کے تحفظات کا ادارہ نہیں۔
اس لئے اگر آج تیسری دنیا کی قوموں نے اس ادارے کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کیا یا یہ کہنا چاہئے کہ ان کو انصاف کے نام پر تعاون پر مجبور نہ کیا اور اپنے قوانین بدلنے پر مجبور نہ کیا تو دنیا کی قومیں آزاد نہیں ہو سکیں گی اور یہ ادارہ مزید خطرات لیکر دنیا کے سامنے آئے گا اور اسے بار بار بعض خوفناک مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا"۔

(خطبہ جمعہ ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

چنانچہ بعد کے واقعات نے آپ کے اس تجزیہ کے مبنی بر حقیقت ہونے کی گواہی دی۔ اور آج بوزنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور بوزنین قوم پر جس قسم کے بہیمانہ مظالم توڑے جا رہے ہیں یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے عطا کردہ نور فراست سے خلیج کے بحران کے دور میں اپنے خطبات میں (جو اردو، انگریزی اور عربی میں شائع ہو چکے ہیں) دنیا کی تمام قوموں کو، مسلمانوں کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی، مشرق میں رہنے والوں کو بھی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی، امیر قوموں کو بھی اور غریب اور پسماندہ اقوام کو بھی مخاطب ہوتے ہوئے ان کی پر حکمت رہنمائی فرمائی اور وہ دردمندانہ زریں نصائح فرمائیں جن پر عمل کر کے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ طاقتور اقوام نے تو تقویٰ اور انصاف پر مبنی ان مخلصانہ نصائح کو اپنی طاقت کے نشے میں درخور اعتناء نہیں سمجھا لیکن بدقسمتی سے تیسری دنیا کے غریب ممالک اور مسلمان ممالک نے بھی ان نصائح سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اگر اب بھی انکا یہی طرز عمل جاری رہا تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ ابھی ان غریب ممالک پر اور کیا کیا ہولناک بلائیں نازل ہونے والی ہیں۔

احادیث النبی ﷺ

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَال: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيهِ. (رَوَاهُ مُسلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے پیاروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ. فَسَلَّمَ عَلَيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بِنُ عُمَرَ وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاسِه. قَالَ ابْنُ دِينَارٍ فَقُلْنَا لَهُ: اَصْلَحَكَ اللّٰهُ، اِنَّهُمُ الاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِير. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ: اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بن الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ، وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيهِ. (رَوَاهُ مُسلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین مکہ کے راستہ میں انہیں ملا انہوں نے اسے سلام کیا اور اسے اس گدھے پر سوار کیا جس پر وہ خود سوار ہوا کرتے تھے اور اپنے سر سے پگڑی اتار کر اسے عطا کی۔ عبداللہ بن دینارؓ نے بیان کیا کہ ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ لوگ تو بادیہ نشین ہیں اور تھوڑے سے عطیہ پر خوش ہو جاتے ہیں۔ اس پر عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ اس کا باپ حضرت عمر بن خطابؓ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔

احمدی احمدی، کُو بہ کُو، صف بہ صف
خندہ رُو، خندہ لب، سر بکف سر بکف!

ان کے نرغہ میں ہیں آسمان و زمیں!
ان کے در چار سو، ان کے گھر ہر طرف

ان کے چہرے عجب، ان کی باتیں غضب
ان کے لب سبد گل، ان کی آنکھیں صدف!

اے عدوئے مبیں، روشنی بھی کہیں
بن سکی ہے کبھی تیرگی کا ہدف؟

ان کو ٹوکو گے کیا؟ ان کو روکو گے کیا؟
ان کی جرات سوا ہے مثال سلف!

صف بہ صف، صف بہ صف، صف بہ صف، صف بہ صف
سر بکف، سر بکف، سر بکف، سر بکف

(پرویز پروازی)

ہم کارواں ہیں آپ ہیں سالار کارواں
دونوں کا ربط باہمی رفتار کی ہے جاں

جو کر رہے تھے اپنا تعاقب کہاں گئے
اور ہم پہنچ گئے ہیں بفضل خدا کہاں

(ابو الاقبال)

پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن

زکوٰۃ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء میں احباب جماعت کو کثرت سے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دلاتے ہوئے خصوصیت سے "زکوٰۃ" کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ فرمایا تھا۔ یہ خطبہ الفضل انٹرنیشنل ۱۸ مارچ تا ۲۴ مارچ کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں نظارت بیت المال کی طرف سے موصول ہونے والا ایک مضمون احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ [ادارہ]

اسلام کے نظام مالیات میں زکوٰۃ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پانچ بنیادی ارکان اسلام میں زکوٰۃ ایک اہم رکن ہے۔ اس نہایت اہم فریضہ کی تفصیل سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

تفصیلات میں جانے سے قبل احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی راہنمائی کے لئے عرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم امام وقت کے پاس آنی چاہئیں۔ دوسرے مرکزی چندوں کی طرح زکوٰۃ بھی مرکز کے قائم کردہ نظام کے تحت جماعتی خزانہ میں داخل کروائی جائے۔ کسی مقامی جماعت یا فرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ کی رقم از خود کسی مستحق کو دیں۔ اگر کوئی دوست اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ رقم اپنے کسی مستحق رشتہ دار کو دینا چاہیں تو وہ خلیفہ وقت کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہر حال صدق دکھاوے۔ تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے۔ کیوں کہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں"۔

(کشتی نوح)

زکوٰۃ کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"زکوٰۃ کیا ہے۔ یوخذ من الامراء و یرد الی الفقراء۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے۔ اس طرح سے باہم سرد گرم ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔ اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی مدد کی جائے مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پرواہ نہیں۔ اپنے عیش و آرام سے کام ہے۔ جو بات خدا نے میرے دل میں ڈال دی ہے۔ میں اس کے بیان کرنے سے رک نہیں سکتا۔ انسان میں ہمدردی اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۵ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۝

(سورہ آل عمران: ۹۳)

یعنی تم ہر گز ہر گز اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جائے اور وہ کہے کہ اچھا اسے منس کر دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ باسی اور سڑی بسی روٹیاں جو کسی کام نہیں آ سکتی ہیں فقیروں کو دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہم نے خیرات کر دی ہے۔ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہیں اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے"۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، جلد اول صـ ۱۶۷)

زکوٰۃ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ذریعہ ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بارہا توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اسلام نے بے شک روپیہ کو بند رکھنا ناجائز قرار دیا ہے مگر روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ پس فرماتا ہے اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی ضروریات کے لئے عارضی طور پر جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گزر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔

اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا۔ اگر دنیا کو وہ دین کو خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانت داری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ اول صـ ۳۳۹)

زکوٰۃ کی حکمت

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝

(التوبہ آیت ۱۰۳) ۔ یعنی تمام ان مومنوں سے جو اسلامی حکومت تلے رہتے ہیں، صدقہ لے۔ اس طرح تو ان کے دلوں کو پاک کرے گا، اور ان کے مالوں کو بھی دوسرے لوگوں کے مالوں کی ملونی سے صاف کر دے گا اور قومی ترقی کے سامان پیدا کرے گا۔ صدقہ سے مراد اس جگہ زکوٰۃ مفروضہ ہے۔ یہ لفظ صدقہ کا اور بہت سے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جن میں ایک زکوٰۃ مفروضہ بھی ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بغیر اس قسم کی زکوٰۃ لینے کے لوگوں کے مال پاک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب تک لوگوں کا حق ادا نہ ہو مال پاک نہیں ہو سکتا اور نہ مالدار کا تقویٰ مکمل ہو سکتا ہے"۔

(تفسیر کبیر سورہ بقرہ زیر آیت ۴)

۲ ۔ "زکوٰۃ وہ خرچ ہے جو قرآن کریم میں فرض کیا گیا ہے اور اس کی حکمت یہ بتائی گئی ہے کہ تمام انسانوں کی دولت دوسرے لوگوں کی مدد سے کمائی جاتی ہے اور اس کمائی میں بہت دفعہ دوسروں کا حق شامل ہوتا ہے جو باوجود انفرادی طور پر دوسروں کا حق ادا کر دینے کے پھر بھی دولت مند کے مال میں باقی رہ جاتا ہے"۔

۳ ۔ "اس طرح زمیندار جو زمین میں سے اپنی روزی پیدا کرتا ہے گو اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے مگر وہ اس زمین سے بھی تو فائدہ اٹھاتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنائی گئی تھی۔ پس اس کی آمد میں سے ایک حصہ حکومت کو قرآن کریم دلواتا ہے تا کہ تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے اسے خرچ کیا جائے"۔

۴ ۔ "زکوٰۃ جس رنگ میں رکھی گئی ہے۔ اس میں تو یہ حکمت ہے کہ اگر یونہی صدقہ کا حکم دیا جاتا رقم اور وقت مقرر نہ ہوتا تو بہت لوگ نہ دیتے۔ اس لئے تھوڑے سے تھوڑا چندہ شریعت نے مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر اپنے مال سے ضرور دیا جائے۔ اس سے زائد جو دے وہ انعام کا مستحق سمجھا جائے اور جو اس حد تک بھی نہ دے وہ مجرم ہو۔ پس تم اس حد کو پورا کرو"۔

۵ ۔ "اس کے مقرر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ بعض لوگوں کو جو ضروریات آ پڑتی ہیں ان کو فرداً فرداً پورا نہیں کیا جا سکتا۔ ...... ایسے لوگوں کی بھی زکوٰۃ سے مدد کی جا سکتی ہے۔ تو زکوٰۃ سے غرباء کو بھی دیا جاتا ہے۔ تا کہ اپنی ضروریات پوری کریں۔ مگر ان کو بھی دیا ہے جنہیں کاروبار چلانے کے لئے ضرورت ہو اور پیشہ ور ہوں۔ پس زکوٰۃ کے فنڈ سے ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ افراد کے چندہ سے ان کا کام نہیں چل سکتا"۔

(ملائکۃ اللہ صـ ۶۲، ۶۳)

برکات زکوٰۃ

قرآن کریم میں بار بار یہ حکم وارد ہوا ہے کہ:

اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ

(البقرہ: ۴۴)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ہر جگہ نماز کو قائم کرنے کے ارشاد کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ اور متعدد مقامات پر زکوٰۃ کے فوائد اور برکات کا ذکر فرمایا ہے۔ سورہ توبہ میں فرمایا:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝

(سورہ التوبہ: ۷۱، ۷۲)

"یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ضرور ان پر رحم کرے گا۔ اور اللہ غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنات کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے"۔

Earlsfield Properties

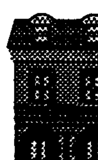

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

SPECIALISTS IN 22 & 24 CARAT GOLD JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ الفصل الاول میں مذکور ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ اپنی زکوٰۃ لاتے تو آپ فرماتے کہ اے اللہ فلاں شخص کی آل پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اور (راوی حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی صحابیؓ کہتے ہیں) جب میرے والد آپؐ کے پاس اپنی زکوٰۃ لائے تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ ابی اوفٰی کی آل پر رحمت نازل فرما۔

یہ حدیث حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلم دونوں نے روایت کی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی زکوٰۃ لاتا تو آپ فرماتے "اے اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرما، آمین"۔

کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے حق میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار عالم کی رحمت کے نزول کی دعا دی ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے وعید

صاحب نصاب زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ سے غفلت برتنے والوں کے لئے قرآن کریم میں سخت وعید بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۳۴
یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝۳۵

(سورہ التوبہ: ۳۴، ۳۵)

اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع رکھتے ہیں۔ اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے۔ (یہ عذاب) اس دن (ہوگا) جب کہ اس (جمع شدہ سونے اور چاندی) پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ پھر اس (سونے اور چاندی) سے ان کے ماتھوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ لگائے جائیں گے (اور کہا جائے گا) کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے جمع کرتے تھے۔ پس جن چیزوں کو تم جمع کرتے تھے ان کے مزہ کو چکھو۔

اسی طرح "نیل الاوطار" جلد چہارم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس صاحب مال نے اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی اس کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کی چپٹیاں بنا کر ان کے ذریعہ اس کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اس عرصہ میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے فیصلہ کرے گا۔ اور پھر تارک زکوٰۃ کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا خواہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف"۔

زکوٰۃ فلاح و کامیابی کی کلید

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں کبھی کمی نہیں آتی بلکہ برکت پر برکت ملتی ہے اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاْ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝۴۰

(سورہ الروم: ۴۰)

"اور جو تم سود حاصل کرنے کے لئے دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مالوں میں بڑھے تو وہ اللہ کے حضور میں نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ کے طور پر دیتے ہو تو یاد رکھو کہ اس قسم کے لوگ خدا کے ہاں بڑھا رہے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۲
الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۳
وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۴
وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝۵

(سورہ المومنون: ۲ تا ۵)

"مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ باقاعدہ دیتے ہیں۔

اسی طرح سورہ لقمان میں فرمایا:۔

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝۵
اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۶
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا

(سورہ لقمان: ۵، ۶)

"وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے آنے والی ہدایت پر مضبوطی سے قائم ہیں اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

پس صاحب نصاب احباب کو چاہئے کہ شوق اور رغبت سے زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے لاانتہاء فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مستحق ٹھہریں۔

زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جہاد

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ جیسے رقیق القلب شخص نے فرمایا:۔

"قسم ہے اللہ کی میں ضرور جہاد کروں گا ان لوگوں سے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ خدا کی قسم اگر بکری کا ایک بچہ یا اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی رسی بھی جو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور زکوٰۃ پیش کیا کرتے تھے مجھے نہ دیں تو میں ان سے ضرور جنگ کروں گا"۔

(مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ الفصل الثالث)

تاریخ اسلام میں اس فریضہ کے سوا کسی اور فریضہ کی عدم ادائیگی کی بناء پر اعلان جنگ ثابت نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی قصر اسلام کی عملی تکمیل کے لئے اشد ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مالی قربانیاں کرنے میں تمام عالم اسلام میں پیش پیش ہے۔ علاوہ دیگر چندوں کے، غالب اکثریت بڑے شوق اور اہتمام سے اپنی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ مگر شاذ طور پر ایسے دوست بھی ہونگے جن پر زکوٰۃ واجب تو ہوتی ہے مگر مسئلہ کی لاعلمی کی وجہ سے یا بشری کمزوری کی بناء پر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اس طرح ایک بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو! آسمان پر تم اس وقت میری جماعت میں شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے"۔

(کشتی نوح)

نصاب زکوٰۃ

جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک کے لئے شریعت نے ایک مقدار اور حد مقرر کر دی ہے جسے نصاب کہتے ہیں۔ جو مال اس مقدار سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اور اگر مال اس مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے

کھجوروں اور انگوروں پر تو اسی وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب وہ برآمد ہوں۔ لیکن صرف ایک مرتبہ ہی واجب ہوتی ہے۔ پھر خواہ وہ کتنے سال تک پڑے رہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ لیکن باقی مالوں پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ مالک نصاب کے پاس ایک سال رہے ہوں۔ پھر وہ مال جب تک بقدر نصاب باقی رہیں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی۔

کن اموال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

مندرجہ ذیل اموال پر زکوٰۃ واجب ہے۔ نقدی، سونا، چاندی، کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ، زمین کی پیداوار جو قابل ذخیرہ ہو۔

زیور کی زکوٰۃ

شریعت نے عام چیزوں کے استعمال پر زکوٰۃ نہیں رکھی مثلاً سکنی مکان، اثاث البیت، سواری وغیرہ۔ زیور کی زکوٰۃ کے بارہ میں حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسب ذیل فیصلہ ہے:۔

"جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جاوے اس پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کے استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں"۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، جلد اول صـ ۱۶۸)

بقیہ صـ ۱۶

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/ 83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

خطبہ جمعہ

تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے اور ایسا انسان جو اللہ سے محبت کرنے لگے وہ اسکی مخلوق سے لازماً محبت کرتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ یکم اپریل ۱۹۹۴ء مطابق ۱۹ شوال ۱۴۱۴ ہجری قمری/ یکم شہادت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام بیت النور نن سپیٹ ہالینڈ

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۴﴾

(سورۃ الزمر آیات ۲۳ تا ۲۴)

ان آیات کا ترجمہ اور اس مضمون سے متعلق کچھ تشریح کرنے سے پہلے میں چند اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ آج بھی دنیا بھر میں مختلف جگہوں پر کچھ اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں، کچھ جلسے ہو رہے ہیں اور کچھ اور مختلف نوع کی کلاسز جاری ہیں مثلاً جرمنی میں اس وقت بوزنین نواحمدیوں کی ایک تربیتی کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اللہ کے فضل کے ساتھ وہاں کثرت کے ساتھ نئے شامل ہونے والے بوزنین مسلمانوں کی تربیت کے ہر سطح پر انتظام مسلسل جاری ہیں۔ اور یہ کلاس جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ بھی ان انتظامات کا ایک حصہ ہے۔ پھر قیادت ضلع جہلم کے زیر اہتمام خدام و اطفال کا سالانہ اجتماع ہے جو اکتیس مارچ سے شروع ہو کر آج یعنی یکم اپریل کو اختتام پذیر ہو گا۔ جماعت احمدیہ فجی کا جلسہ سالانہ اور یوم مسیح موعود اور صد سالہ جشن تشکر دربارہ پیش گوئی کسوف و خسوف کے پروگرام اکتیس مارچ سے شروع ہیں اور بروز ہفتہ یعنی کل اختتام کو پہنچیں گے۔ جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کا انیسواں جلسہ سالانہ آج یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے اس جلسے میں ہمیشہ گیمبیا کے مختلف وزراء اور دیگر معززین شرکت فرماتے ہیں اور جماعت کے پروگراموں میں بعض دفعہ سربراہ سلطنت بھی بنفس نفیس تشریف لا کر رونق بخشتے ہیں۔ ان کی توقع ہے کہ اس جلسے پر بھی مختلف معززین، ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے اور سیاست کے علاوہ دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے معززین بھی شامل ہوں گے اور ان کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ پیغام دیا جائے۔

خصوصی پیغام تو ان کے نام میرا یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ بہت ہی بڑے حوصلے کا سلوک فرمایا ہے اور باوجود اس کے کہ ہم جانتے ہیں کہ مختلف طاقتور ممالک سے کوششیں کی گئیں کہ آپ احمدیت سے اپنا رویہ تبدیل کر دیں لیکن ہمارے کہنے میں نہیں بلکہ ہمارے کہنے کے بغیر از خود آپ نے انسانی قدروں کا سر بلند رکھا اور ہمیشہ ان کو یہی جواب دیا کہ یہ لوگ خدمت کر رہے ہیں۔ خدمت دین بھی کر رہے ہیں، ملک کی بھی خدمت کر رہے ہیں۔ ہم باہر سے کوئی مدد لے کر ان نیکوں اور محسنوں کے ساتھ بدسلوکی نہیں کر سکتے اس لئے جو چاہیں اپنا رویہ آپ اختیار کریں۔ یہ ہماری عزت اور وقار اور انسانی قدروں کے خلاف ہے کہ وہ لوگ جو یہاں خدمت کے لئے آئے اور ہمیشہ بڑے خلوص کے ساتھ خدمت کی ہے ان سے لوگوں کے کہنے میں یا لوگوں کے دیئے ہوئے پیسے کے لالچ میں آ کر بدسلوکی شروع کر دیں، یہ ہم سے نہیں ہو گا۔ اس وعدے پر وہ مسلسل قائم رہے۔ ضیاء کے دور میں بھی میں جانتا ہوں کہ براہ راست کوشش کی گئی لیکن گیمبیا کے معززین نے اپنے موقف میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی اور اب تو وہ دور، وہ زمانے لد گئے اور حالات بدل چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گیمبیا میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے میں ان سب بزرگوں کا جو اس اجلاس میں شامل ہوئے ہیں، اس پس منظر میں ساری دنیا کی جماعتوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو پس منظر میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ملک کو ہمیشہ ترقی کی اعلیٰ منازل پر جاری و ساری رکھے گا اور جماعت احمدیہ ہمیشہ پوری وفا کے ساتھ ان کی خدمت کے تمام تقاضے پوری کرتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو برکت دے اور جماعت احمدیہ کے لئے یہ اجتماع آئندہ سال کے لئے مزید برکات پیچھے چھوڑ جائے۔

باقی اس کے علاوہ بھی ہیں کچھ۔ ساؤتھ انڈین جماعتوں کے ریجنل اجتماع کی خبر ملی ہے مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کا پندرھواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے اور ساؤتھ انڈین جماعتوں کے اجتماع میں بتایا گیا ہے کہ کثرت کے ساتھ غیر از جماعت دوست شریک ہوں گے اور مضمون ہو گا Islam The Religion of Peace یعنی اسلام امن کا مذہب ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ بھی آج یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے، تین اپریل تک جاری رہے گا اور جماعت جرمنی کی مختلف کلاسز کا میں ذکر کر چکا ہوں جو کہ بوزنین کے سلسلے میں ہیں۔

ان سب کو میرا واحد پیغام یہی ہے جو سب کے لئے برابر اہمیت رکھتا ہے کہ ذکر الٰہی کے جس موضوع پر میں ایک عرصے سے خطاب کر چکا ہوں اور یہ اسی کی غالباً آخری کڑی ہے اس پر پورا دھیان دیں اور غور کریں اور اس حقیقت کو دل نشین کر لیں کہ تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے اور اس سچی محبت کا ایک اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا انسان جو اللہ سے محبت کرنے لگے وہ اس کی مخلوق سے لازماً محبت کرتا ہے اور اسی کا نام Peace ہے۔ تمام عالم میں امن کے لئے مختلف کوششیں ہو رہی ہیں مختلف دعاوی جاری ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اب امریکہ دنیا میں امن کی کوشش کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ چین سے وہ لوگ اٹھیں گے جو دنیا میں امن قائم کریں گے۔ کبھی مشرق والے دعوے کرتے ہیں، کبھی مغرب والے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ امن کی حقیقت کو سمجھے بغیر اور سمجھائے بغیر نہ وہ امن قائم کرنے کی صلاحیت حاصل کر سکتے ہیں، نہ دنیا کو اطمینان دلا سکتے ہیں کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اور امن کی راہ اس کے سوا کوئی راہ نہیں ہے کہ انسان اپنے خالق کے ساتھ امن میں آ جائے۔ خالق کے ساتھ امن کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ جب انسان خالق کے مزاج کے رنگ اختیار کرنا شروع کرے، ویسا ہی بننے کی کوشش کرے، وہ ادائیں اپنا لے جو ادائیں خالق کو پسند ہیں۔ ان اداؤں سے دور بھاگے جن کو خالق نفرت سے دیکھتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو مخلوق اور خالق کے درمیان یہ سنگم ہے، یہ رشتہ ہے، جو دونوں کو ایک دوسرے کے قریب تر کرتا چلا جاتا ہے اور یہ سفر ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔ اس کا کوئی آخری مقام نہیں۔ اور اس سفر میں اگرچہ رخ خالق کی طرف ہوتا ہے مگر خالق کا رخ چونکہ مخلوق کے ساتھ احسان اور بے انتہا رحم و کرم کے سلوک کا رخ ہے اس لئے خالق کے اندر جا کر پھر مخلوق دکھائی دینے لگتی ہے اور خالق کا جو تعلق مخلوق سے ہے وہی تعلق خالق سے تعلق باندھنے والا اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اگر خالق کی نظر سے کوئی مخلوق کو دیکھنے لگے تو اس سے مخلوق کے لئے کسی شر کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے اللہ اپنے بندوں کے لئے شر پیدا کر رہا ہو تو یہ وہ دو ٹوک بات ہے، دو نکاتی بات ہے، جس کو سمجھنے کے بعد کوئی ذی شعور انسان اس کے انکار کی جرات ہی نہیں کر سکتا، اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ Peace کی حقیقت کیا ہے؟ یہی ہے کہ ایک انسان دوسرے بندوں کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ اپنی اولاد ہوں، اپنے پیارے ہوں اور اللہ کے ساتھ ایسی محبت کرے کہ اس کے پیارے بن جائیں۔ خدا اپنی مخلوق کو شر کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ خدا اپنی مخلوق کی بھلائی چاہتا ہے۔ پس لازماً ایسے بندے پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ میں انسان کے وجود کا کھویا جانا ضروری ہے۔ اور یہ وہ مقام ہے جو ذکر الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ کثرت کے

ساتھ ذکر الٰہی کے نتیجے میں انسان خالق کے مزاج کو سمجھتا ہے وہ کیا چاہتا ہے؟ کیا پسند نہیں فرماتا؟ ان باتوں سے آگاہ ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں ذکر کے ساتھ انسان کے اندر ایک دن بدن برپا ہونے والا انقلاب برپا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس ہر وہ ذکر جو تسبیح کے دانوں تک محدود رہے انگلیاں اس پر پھرتی رہیں لیکن انسان کے وجود میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو وہ ذکر الٰہی نہیں ہے۔ وہ ذکر نفس ہو سکتا ہے، کوئی اور شیطانی ذکر ہو سکتا ہے مگر اس کا نام اللہ کا ذکر رکھنا گناہ ہے۔

ذکر الٰہی اندرونی تبدیلیاں پیدا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ کا ذکر ہو اور دل میں شیطانی وساوس ہوں، اللہ کا ذکر ہو اور فارغ ہوتے ہی بنی نوع انسان کے خلاف ظلم کے منصوبے چلائے جا رہے ہوں۔ اللہ کے ذکر میں تسبیح پر انگلیاں پھر رہی ہوں اور ذہن میں سیاسی چالیں ہوں۔ یہ ہو کہ جب ہم اوپر آئیں گے تو بنی نوع انسان سے یہ کچھ کریں گے۔ یہ ذکر نہیں ہے، یہ دھوکا ہے۔ ذکر وہی ہے جو خون کے اندر جاری ہونے لگے، جو دل کے اندر دھڑکنے لگ جائے، جو دماغ کی سوچیں بن جائے، یہ وہ ذکر الٰہی ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں۔ اگر آپ یہ ذکر کریں اور اس ذکر کو جاری رکھیں تو تمام بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل سے محبت کے چشمے پھوٹیں گے، آپ ان کو اس طرح دیکھیں گے جیسے خالق پیار کی نظر سے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ ان کی ایسے بھلائی چاہیں گے جیسے خالق اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اس بھلائی چاہنے میں آپ کو مخالفت کا بھی سامنا ہو گا اور یہ وہ مضمون ہے جسے میں آپ کے دلوں میں جاگزیں کرنا چاہتا ہوں۔

جو شخص ذکر الٰہی میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں

اللہ جب بھی بنی نوع انسان سے بھلائی کے تقاضے کرتا ہے تو اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے۔ اس مخلوق سے محبت کرتا ہے جو اس سے دور بھاگ رہی ہوتی ہے۔ پس آپ کے لئے وہ مخلوق اپنے شیوے تو تبدیل نہیں کرے گی اس کے تو وہی لچھن ہوں گے جو ہمیشہ سے اپنے خالق کے مقابل پر اس نے اختیار کئے رکھے۔ اور جب اللہ کی طرف سے اس کے پاک بندے رسول بنا کر بھیجے جاتے ہیں تو ان سے جو سلوک ہوتا ہے وہ اللہ ہی سے سلوک ہوتا ہے۔ پس مخلوق سے تعلق آسان نہیں ہے۔ خالق سے تعلق بہت آسان ہے لیکن یہ تعلق جب مخلوق کے تعلق میں ڈھلتا ہے تو طرح طرح کے دکھ اس راہ میں اٹھانے پڑتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر قرآن کریم حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دکھ پر نظر کرکے فرماتا ہے (یعنی اللہ فرماتا ہے قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے) کہ یہ ظالم تجھے دکھ نہیں دے رہے یہ تو اللہ کو دکھ دیتے پھرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اصل مقصد ان کا خدا کی دشمنی ہے۔ تو چونکہ خدا کا نمائندہ بن چکا ہے یعنی میری طرف سے بنا دیا گیا ہے اس لئے خدا کی دشمنی تیری دشمنی کے بغیر الگ ممکن ہی نہیں رہی۔ پس ذکر الٰہی آپ کو جن راہوں کی طرف بلا رہا ہے اس میں ایک راہ آسان ہے کیونکہ وہ محبت کی راہ ہے، اس راہ سے اللہ ملے گا اگر وہ محبت کی راہ بنی رہے۔ جس راہ پہ وہ راہ آپ کو ڈالے گی وہ غیر کی طرف سے دشمنی کی راہ ہے اور آپ کی محبت کی آزمائش کی راہ ہے۔ اس محبت کی آزمائش کی راہ پر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح سفر کیا کہ اپنے دکھ دینے والوں کے لئے اس غم میں اپنے آپ کو ہلکان کرتے رہے کہ یہ ظالم ہلاک نہ ہو جائیں۔ پس یہ ہے وہ خالق اور مخلوق کے تعلق کا تصور جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اپنے خالق سے تعلق اور اس کے بعد خدا کی مخلوق سے تعلق کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہوا ہے۔ اس ضمن میں یہ تمام میرے خطبات ہیں کہ ذکر الٰہی اختیار کرو۔ ذکر الٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کرے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی ایک صراط مستقیم ہے لیکن اس صراط مستقیم کو بہت سے رستے آ آ کر ملتے ہیں۔ جن رستوں سے آپ صراط مستقیم تک پہنچیں اگر وہ ایک سے زیادہ رستے ہیں تو آپ کے لئے وہ صراط وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے اگر وہ ایک دو رستے ہیں تو وہ صراط مستقیم آپ کے لئے تنگ رہے گی۔ تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

یہاں ایک صراط کی بات نہیں فرما رہا۔ فرماتا ہے جو لوگ بھی ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کی بہت سی راہیں دکھاتے ہیں۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے دکھادی ہے، بتایا ہے کہ ان راہوں پر چلو گے تو صراط مستقیم میں آملو گے۔ اور جتنی زیادہ یہ راہیں اختیار کرو گے اتنی تمہاری صراط مستقیم وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور انعام پانے والوں کا رستہ بنتی چلی جائے گی۔

اب میں ان آیات کی مزید تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو میں نے تلاوت کی تھیں۔

﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ﴾

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے خود اسلام کے لئے کھول دیا ہو ﴿فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ﴾ اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور یافتہ ہو، ایک نور پر قائم ہو اس کا مقابلہ کسی اور سے کر سکتے ہو۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی اور ہے جو اس جیسا بن کے دکھادے۔ یہ ایک اعلان عام، ایک صلائے عام ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ بننا ہے تو اس جیسا بن کے دکھاؤ، اس کے سوا ہر راہ ہلاکت کی راہ ہے۔ ﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ﴾

محمد مصطفیٰؐ کی شریعت سے باہر ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے

یہی محفوظ مقام ہے اس کے سوا کوئی محفوظ مقام نہیں۔ اس کے برعکس کیا مقام ہے؟

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

درمیان کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی۔ ایک طرف وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ نور پر قائم ہیں اور سوال اٹھا کر کوئی جواب بھی نہیں دیا گیا۔ تو ظاہر و باہر بات ہے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہی وہ خدا کے بندے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں لیکن ان کے مقابل پر جو لوگ رکھے ﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ﴾ ہلاکت ہو، لعنت ہو ان بدنصیب پتھر دلوں پر جن کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ ﴿مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ اس کے دو معانی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ طبیعت ان کی گھبراتی ہے۔ کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ خدا کی باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں۔ کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو، کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو، کچھ نمائشوں کے قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے، یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکر الٰہی کا، تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں ﴿لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کہ وہ بدنصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ وہ ذکر کرنے سے عاری لوگ ہیں۔ ایک سنتے ہیں اور بدکتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سخت ہو چکے ہیں اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ ان دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے ﴿أُولٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہی منزل ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکر الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہا کرتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں۔ اور ایسا شخص جو ذکر الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن، رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر الٰہی نہ بھی کرو تو گزارہ ہو جائے گا، کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔ فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔ پس اس کے خلاف تنبیہ کی گئی ہے۔ پھر اللہ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS

MTV AHMADIYYA

SKY

TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

فرماتا ہے ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾

اللہ وہ ہے نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سب باتوں سے زیادہ پیاری بات اتاری ہے۔ جو کلام اس رسول کے دل پر اترا ہے ہر کلام سے زیادہ خوبصورت ہے۔ یہ کیا کلام ہے؟ فرماتا ہے "کتاباً" یہ لکھا ہوا کلام ہے جسے تم کتاب کی صورت میں دیکھتے ہو اور یہ باتیں کیسی ہیں "متشابھا مثانی" ایک دوسرے سے اپنے حسن میں ملتی جلتی باتیں بھی ہیں اور ایسی بھی ہیں کہ ویسی ہی باتیں اس کتاب میں اور بھی دیکھتے ہو یعنی متشابہ آیات ہیں اور بہت خوبصورت ہیں اور جوڑے جوڑے ہیں۔ ایک حسن تم یہاں دیکھتے ہو اس حسن سے ملتا جلتا ایک اور جوڑا بھی تمہیں دوسری طرف دکھائی دے گا۔ اور قرآن کریم کو پڑھنے والے جانتے ہیں، ہر انسان جو محبت اور تعلق سے قرآن کو پڑھتا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ ہر قرآنی مضمون جو خوبصورتی کے ساتھ بیان ہوا ہے وہی مضمون ایک اور آیت میں بھی اسی طرح خوبصورتی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ لیکن ملتی جلتی ہیں بعینہ وہ بات نہیں۔ کوئی فرق ہے جو یہاں نہیں ملتا وہاں مل جائے گا۔ کوئی چیز وہاں نہیں ملی تو پہلی میں مل جائے گی۔ تو جوڑے جوڑے چلتے ہیں ایک دوسرے کو تقویت بھی دیتے ہیں اور حسن کے بعض پہلوؤں پر ایک آیت بڑی نمایاں روشنی ڈال رہی ہے۔ بعض دوسرے پہلوؤں پر ایک اور آیت بڑی نمایاں روشنی ڈال رہی ہے تو فرمایا اس میں "مثانی" ہیں اور "مثانی" کا ایک معنی ہیں بہت اعلیٰ درجہ کی، بہت ہی بلند مرتبہ۔ تو یہ تعریف بھی اس کے ساتھ ہی اس کی ہوگئی۔ فرمایا اس سے ہوتا کیا ہے۔ ﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾

زندگی کی ایک ہی راہ ہے وہ ذکر الٰہی کی راہ ہے

ان سے ان آیات کے نتیجہ میں جو جوڑا جوڑا ہیں دہرے اثر دکھانے والی آیات ہیں ایک اثر تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سننے والے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں "جلود" کے "تقشعر" کا مطلب ہے کہ ان کی جلدیں متحرک ہوجاتی ہیں رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ان میں ایک Creeping Movement جس طرح ایک لہر سی دوڑ رہی ہے ایسی لہریں ان کی جلدوں پر دوڑنے لگتی ہیں۔ ﴿ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ﴾

یہ جوڑا جوڑا آیات ایک اور اثر بھی لاتی ہیں۔ ایک طرف خشیت کا یہ عالم ہے کہ ساری جلد پر جھرجھری پیدا ہوجاتی ہے اور رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دوسری طرف اس کے بعد وہ جلدیں پگھل جاتی ہیں، نرم پڑجاتی ہیں، اپنے خدا کے حضور پگھل کر بہنے لگتی ہیں اور دل ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔ ﴿جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ان کی جلدیں بھی اور ان کے دل بھی خدا کے ذکر میں بہنے لگتے ہیں، ان کی طرف متحرک ہوجاتے ہیں۔ کتنا حسین کلام ہے۔ اثر باہر سے اندر داخل ہوتا ہے اور وہ لوگ جو سخت دل ہیں ان کی جلدیں بھی سخت ہوتی ہیں وہ اچھی بات کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ وہ جلدیں ہی باہر باہر پیغام کو روک دیتی ہیں۔ لیکن یہ خدا کے مومن بندے ایسے ہیں جو خدا کے کلام کو سنتے ہیں تو پہلے تو ان کی جلدوں پر ایک زلزلہ سا طاری ہوجاتا ہے۔ کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جذبات کی شدت میں واقعۃً انسان پر جھرجھری طاری ہوتی ہے اور اس کے بعد پھر دل کلیۃً نرم ہو کے خدا کی راہوں میں بچھ جاتا ہے اور یہ باہر سے اثر شروع ہوتا ہے اندر تک، گہرے دل کے اندر داخل ہو کر اس کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ فرمایا "الیٰ ذکر اللہ" کس طرف حرکت کرتے ہیں اللہ کے ذکر کی طرف۔ ان کا باہر بھی ذکر الٰہی بن جاتا ہے اور ان کا اندر بھی ذکر الٰہی بن جاتا ہے اور ذکر الٰہی ان کے چہروں پر اپنے اثر دکھاتا ہے وہاں سے اثر شروع ہو کر دلوں کی گہرائی تک پہنچتا ہے۔

﴿ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ﴾ یہ ہے اللہ کی ہدایت جسے چاہتا ہے وہ عطا فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ ہاں جسے وہ گمراہ ٹھہرادے اس کو پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اب یہاں بھی پہلی آیت کے نقشے کو دوبارہ آپ کے سامنے اجالا ہے۔ دوبارہ اسی مضمون کو اسی ترتیب سے پیش فرمایا ہے۔ فرمایا یا تو وہ لوگ ہیں جن کا دل خدا کے ذکر کے لئے کھل چکا ہے اسلام کے لئے کھل چکا ہے اور یا وہ لوگ ہیں ﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ تو ان دونوں کے درمیان تیسری راہ نہیں۔ تم نے اگر پہلی راہ کو اختیار کرنا ہے تو کیسے کرو۔ فرمایا، پہلے تو خوف الٰہی سے یہ راہ آسان ہوگی۔ اللہ کا خوف ہو تو یہ آیات جو غیر معمولی اثر رکھتی ہیں یہ خود تمہارے اندر انقلاب برپا کردیں گی۔ اور دوسرے یہ کہ آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھو جسے اللہ چاہے ان لوگوں میں سے بنادے جن کے متعلق فرمایا ﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ جن کا دل اللہ نے اسلام کے لئے کھولا ہے۔ اور جن کو چاہے ان بدبختوں میں سے بنادے جن کے متعلق فرمایا ﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہیں اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ پس جب آخری فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے تو خدا ہی سے دعا مانگو۔

وہی سورہ فاتحہ کا مضمون ہے جو خود "کتاباً مثانی" کہلاتی ہے ایسی کتاب ہے جو بار بار دہرائی جانے والی ہے، ام الکتاب ہے اور بار بار دہرائی جاتی ہے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ اے خدا تیری تعریف سن لی، تیرے ذکر نے دل پر بہت گہرا اثر کیا اور ہم صرف تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور کسی کی نہیں چاہتے وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْن مگر تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں اس لئے مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں جو مختلف مضامین از خود آپ پر کھلتے چلے گئے ہیں ان کو سمجھیں اور ان کو اپنے دلوں میں جاری کریں۔ اور بھی بہت سی آیات ہیں مگر اس وقت خطبہ کے لمبا ہونے کا خوف ہے میں ان کو چھوڑ رہا ہوں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پھر ایک دو اور اقتباس، پھر بعض صحابہ کی مثالیں۔ تو اس طرح اس مضمون کو اگر ہوسکے تو آج اس خطبے میں اس سلسلے کی آخری کڑی بناؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"چنانچہ قرآن شریف میں ہے ﴿اُذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو۔ میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے"

پس کفر سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کردے۔ کیونکہ رسولوں کا آخری مقصد ذکر الٰہی ہے۔ پس ذکر الٰہی سے جو شخص غافل ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ عملاً کفر کر رہا ہوتا ہے اور اس آیت نے یہی نتیجہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اُذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ میرا ذکر کیا کرو میں تمہارا ذکر کروں گا وَاشْكُرُوْا لِىْ اور میرا شکر ادا کیا کرو " لَا تَكْفُرُوْنِ اور میرا کفر نہ کیا کرو۔ یہاں کفر کا ایک معنی جو عامۃ المسلمین کے سامنے یا عام قاری کے سامنے واضح ہے وہ ہے ناشکری لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں ناشکری کی بجائے کفر کے ان معنوں میں اس کو استعمال فرمایا ہے اور سمجھا ہے جو کفر کے معروف معنی ہیں یعنی خدا کا انکار۔ اور درحقیقت ناشکری اور انکار بھی دو بہنیں ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ ناشکری کے پیٹ سے ہی حقیقت میں انکار پھوٹتا ہے اور ان کا ماں بیٹی کا رشتہ ہے۔ پس قرآن کریم نے جہاں وَلَا تَكْفُرُوْنِ فرمایا اگر اس کا ترجمہ ناشکری بھی کریں گے تو امر واقعہ یہ ہے کہ ناشکرے ہی ہیں جو کافر ہوا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی اتنی بے شمار نعمتیں تمام دنیا میں پھیلی پڑی ہیں کہ وہ شخص جو ان نعمتوں کو دیکھ کر اس کے شکر کی طرف مائل ہو اس سے انکار کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔ کونسا احتمال ہے اس سے انکار کا۔ پس حقیقت میں شکر ہی ہے جو حقیقی ایمان بخشتا ہے اور ناشکری ہی ہے جو کفر کی طرف لے کے جاتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ اس کا تعلق ذکر سے ہے۔ ذکر سے بات چلی ہے، تم اگر ذکر کروگے تو شکر گذار بندے بنوگے۔ ذکر کروگے تو کافر نہیں ہوسکتے۔ لازماً خدا کے مومن بندے ہوگے اور ذکر کروگے تو خدا تمہارا ذکر کرے گا۔ اور خدا جنکا ذکر کرتا ہے ان کو مٹنے نہیں دیا کرتا۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا کسی کا ذکر کر رہا ہو اور وہ لوگ صفحہ ہستی سے مٹادیئے جائیں۔ پس آپ کی بقا کا نسخہ بھی یہی ذکر ہے اگر ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے سے آپ کا تعلق جڑ جائے تو اس کی عطا سے آپ میں بقا کی صفات پیدا ہوجاتی ہیں، باقی رہنے کی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں

"قرآن شریف میں تو آیا ہے ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اب یہ "واذکروا اللہ کثیراً" نماز کے بعد

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

ہی ہے"۔

یعنی نماز کے بعد جو کثرت سے ذکر کی ہدایت فرمائی گئی ہے یہ وہ آیت ہے۔ فرمایا اب نماز کے بعد خدا تعالیٰ "واذکروا اللہ کثیراً" فرما رہا ہو تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ۔ ۳۳ دفعہ الحمدللہ۔ ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہہ دو تو ذکر مکمل ہو جائے۔ یہ تو "کثیراً" میں نہیں آتا۔ فرمایا اس لئے یہ حدیث سن کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نماز کے بعد ۳۳۔ ۳۳ دفعہ تسبیح وتحمید کا ذکر فرمایا اور پھر ۳۴ دفعہ تکبیر کا۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ یہی ذکر الٰہی ہے جس کی طرف یہ آیت توجہ دلا رہی ہے کہ کثرت سے ذکر کیا کرو۔ فرمایا یہ اس زمانے میں ان لوگوں کے لئے جن کے حالات آنحضورؐ کے پیش نظر تھے ان کو نسخوں میں سے ایک نسخہ دیا ہے۔ اس کو اس آیت کا متبادل نہ سمجھ بیٹھنا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنا طریق تو یہ نہیں تھا آپ تو خود مسجد میں بیٹھ کے نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ۔ ۳۳ دفعہ الحمدللہ یعنی تسبیح وحمد اور تکبیر آپ تو نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایتیں ہیں اور بھی روایتیں ہیں کہ بعض دوسری دعائیں کر کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تو اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کثرت سے ذکر کا یہ مطلب سمجھتے ہوں کہ صرف ۳۳ دفعہ کرو اور خود اس پر عمل نہ کریں اور خود دن رات ذکر میں رہیں۔ یعنی سوئے ہوئے ہوں تو تب بھی ذکر میں مصروف ہوں۔ جاگے ہوئے ہوں تو تب بھی ذکر میں مصروف ہوں۔ مجسم ذکر الٰہی بن جائیں۔ خدا آسمان سے گواہی دے کہ یہ وہ رسول ہم نے تم میں اتارا ہے جو ذکر الٰہی بن چکا ہے اس کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ تو ظاہر بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو نکتہ اٹھا رہے ہیں بہت قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کو محدود نہ سمجھ لو۔ یہ ذکر الٰہی جس کا قرآن کریم ذکر فرما رہا ہے یہ تو تمہارے دن رات کے ہر لمحے پر حاوی ہو جانا چاہئے۔ وہ ۳۳ والا نسخہ تو ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے ایک خاص تکلیف پیش کی تھی اس تکلیف کے جواب میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ اتنا کرو تو یہ تکلیف تو تمہاری رفع ہو جائے گی مگر یہ تو نہیں تھا کہ ان کو روکا ہو باقی ذکر سے یا ان کے علاوہ دوسروں کو روک دیا ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل محبت پیدا ہو تو شمار کا کوئی سوال نہیں رہا کرتا۔ عشق الٰہی کرنے والے گنا نہیں کرتے۔ آپ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال دی ہے۔ کب کسی نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی جس میں سو دانے تھے۔ آپ کے کسی خلیفہ نے وہ تسبیح نہیں پکڑی۔ آپ کے کسی صحابی نے وہ تسبیح نہیں پکڑی۔ بعد کی ضرورت کے حالات کے مطابق ایجادات ہیں۔ وقت کی ضرورت ہوگی لیکن ان لوگوں کے لئے جو ادنیٰ حالتوں کے تھے۔ ان کو کچھ سکھانے کی خاطر کسی بزرگ نے یہ طریق ایجاد کر دیا ہوگا۔ مگر نہ قرآن میں تسبیح کے دانوں کا ذکر، نہ سنت میں تسبیح کے دانوں کا ذکر، نہ کسی صحابی سے ثابت کہ ہاتھ میں تسبیح پکڑے پھرتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی گن کے ذکر کیا ہی نہیں۔ ان گنت ذکر تھا اور فرماتے ہیں یہ تو دنیا کے عاشقوں کو بھی پتہ ہے۔ کہتے ہیں ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کے۔ یہ کونسا عشق ہے۔ مجھے دیکھو میں کس طرح اپنے یار کے لئے دیوانی ہوئی پھرتی ہوں دن رات اسی کا تذکرہ میرے منہ پر ہے۔ تو اچھا یار کا یار بنا بیٹھا ہے کہ گن گن کے یاد کر رہا ہے۔
عشق کے ساتھ گنتی کا مضمون چلتا نہیں۔ پس وہ اور مضمون تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہاں بیان فرمایا اور وہ اور مضمون تھا جو اپنی ذات میں جاری کر کے دکھایا وہ ان گنت ذکر الٰہی کا مضمون ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تینتیس مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی۔"

یعنی وقتی تقاضے کے پیش نظر اور بعض اشخاص کے حالات سے تعلق رکھنے والی بات ہوگی اسے تم عام نہ سمجھ بیٹھو۔

بعض لوگ ذکر الٰہی کو نماز سے بڑھا دیتے ہیں اور ایسے فتنے بہت سے پاکستان میں بھی پھوٹ رہے ہیں ان دنوں۔ یہ زمانہ Cult کا زمانہ ہے اور ذکر کے نام پر دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سی تحریکات چل رہی ہیں۔ یہ جو آپ "ہرے کرشنا" والوں کو دیکھتے ہیں، چمٹے بجانے والوں کو دیکھتے ہیں یہ سارے اللہ کا ذکر بیچ رہے ہوتے ہیں۔ ان کا آخری مقصد یہ ہے کہ اللہ کے نام سے جو بنی نوع انسان کو محبت ہے اس کا اثر طبیعتوں پہ ڈال کر ان سے ڈالر یا گلڈر یا پاؤنڈ وصول کئے جائیں اور رفتہ رفتہ ان کی دولتیں خدا کے نام پر سمیٹی جائیں۔ پس ایسی ساری تحریکات دیکھتے دیکھتے بہت دولتیں سمیٹ لیتی ہیں۔ اللہ کا ذکر بیچ کے بڑے بڑے عالیشان محلات بنا لئے جاتے ہیں اور یہی ذکر بیچنا ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ شدید ہلاکت کی راہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ اللہ کے ذکر کو بیچا نہیں جاتا۔ اب پاکستان میں بھی ایسی تحریکات چل پڑی ہیں کہ شیخوں کے نام پر ان کو بعض ذکر پڑھائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اچھے بھلے پہلے نمازی ہوا کرتے تھے، عبادت گذار تھے، وہ پاگل بنا دیئے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ رات کو اٹھ کے یہ وظیفے کر لو تو ساری زمین تمہاری ہے، سارا آسمان تمہارا ہو جائے گا۔ اور اس طرح پاگل بنا بنا کے ان بے چاروں کی حالت بگاڑتے ہیں اور یہ بھی اطلاع مل رہی ہے کہ اب ان لوگوں نے اپنی شاخیں یورپ میں بھی پھیلانی شروع کی ہیں اور امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں بھی کچھ ایجنٹ بنا لئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز جو ہے یہ تو ایک سطحی سی چیز ہے، ایک برتن ہے خالی، اصل ذکر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ نہ کرو ہم تمہیں جو ذکر بتائیں گے وہ کیا کرو پھر دیکھو کہ دنیا کس طرح تمہاری غلام بنتی ہے۔ اور آخری پیغام دنیا کی غلامی ہی ہے اللہ کی محبت اور اللہ کا عشق تو بہانہ ہے ان کو بعض منافع دکھائے جاتے ہیں۔ بعض ان کو ایسے مقاصد بتلائے جاتے ہیں جن سے ان کی دراصل دنیا پانے کی خواہش پوری ہوتی ہے، آخری صورت میں اللہ ان کو نہیں ملتا نہ ان باتوں سے مل سکتا ہے۔

اس رنگ میں ذکر کریں کہ آپ کے ساتھ تمام دنیا کا ذکر وابستہ ہو جائے

سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو ذکر فرمایا اور زندگی بھر کیا اس ذکر کو چھوڑ کر کونسا بہتر ذکر ہے جو آج کا کوئی پیر یا ساری کائنات کے پیر مل کے بھی بنا سکتے ہوں۔ جو یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ کے ذکر کے علاوہ بھی ایک ذکر ہے جو میں تمہیں دکھاتا ہوں۔ ان عبادتوں کو ترک کر دو جو محمد رسول اللہ نے اختیار کیں اور یہ ذکر کرو وہ جھوٹا ہے، ذریت شیطان ہے، وہ اللہ کی طرف سے پیغام لانے والا ہے ہی نہیں۔ مگر جب مذاہب بگڑتے ہیں جب ایک ایسی جاہل قوم کو جس کو حقیقت میں مذہب کے فلسفہ سے آگاہی نہ ہو۔ مذہب کی روح کو نہ سمجھتے ہوں، جب ان کو عارضی طور پر اور مصنوعی طور پر نیک بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسلام کے چرچے وہاں پھیلائے جاتے ہیں تو ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو دنیا دار ہیں ان کو دین کی حقیقت کا علم نہیں، ان کو دین کی روح کا علم نہیں۔ دوسری طرف دین کے چرچے ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرور عجیب وغریب قسم کی تحریکات جنم لینے لگ جاتی ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ایک ایسے کھیت میں جس کا مالی رکھوالا نہ ہو، آپ بہت کھاد ڈال دیں۔ جب کھاد ڈالیں گے تو اس میں گندی جڑی بوٹیاں ہی نکلیں گی۔ بے مقصد اس میں نباتات پیدا ہوں گی اور وہ جو کھاد ہے وہ فائدے کی بجائے نقصان کا موجب بن جائے گی۔ پس ایسی سوسائٹیاں جہاں مذہب کا چرچا ہو جائے اور حقیقی مذہب سکھانے اور مذہب کے آداب بتلانے کے لئے کوئی منظم طریق ایسا نہ ہو جو خدا نے عطا کیا ہو بلکہ مختلف پیر فقیر اپنے ڈھکوسلے پیدا کرنے شروع کر دیں تو وہ سوسائٹی کثرت کے ساتھ مکروہات سے بھر جاتی ہے۔ وہاں مذہب بیچنے کے شوق میں کئی قسم کی تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور ذکر الٰہی دنیا کے حصول کا ذریعہ بنا لیا جاتا ہے۔

پس اہل پاکستان کو میں خصوصیت سے متنبہ کرتا ہوں کہ اگر ذکر کرنا ہے تو محمد رسول اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی ذکر نہیں ہے، سب جھوٹ ہے۔ خدا ملتا ہے تو اسی ذکر سے ملتا ہے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ کا ذکر ہے۔ جس پیر کا ذکر اس سے پیچھے رہ جاتا ہے وہ کوتاہ پیر ہے اس سے تمہیں کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ شان کا رسول جو ہمیشہ کے لئے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

زندہ ہے اس کا دامن پکڑو۔ صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان کی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد وہ نماز تھی جو محمد رسول اللہ نے آپ کو سکھائی تھی۔ اول و آخر وہ ذکر الٰہی میں گم رہتے تھے اور ذکر الٰہی کی جان نمازوں میں سمجھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شہادت پائی تو آخری صبح جو آپ نے اس دنیا میں گذاری اس کے متعلق حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ اس رات جس میں حضرت عمرؓ زخمی ہوئے آپ کے پاس گئے آپ کو صبح کی نماز کے لئے جگایا گیا تو آپ نے فرمایا "نعم"۔ ہاں جس شخص نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ حضرت عمر نے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا لیکن نماز پڑھتے رہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی نماز، وہ عبادت جو خدا کے رسول نے خدا کے سب سے پاک رسول نے بنی نوع انسان کو عطا کی تھی، یعنی عطا تو اللہ نے کی تھی مگر آپ نے اس کو اپنی ذات میں جاری فرما کر اس کے سارے اسلوب ہمیں سمجھائے اور ان معنوں میں میں کہتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اللہ کی عطا کو ایک زندہ مثال بن کر ہمارے لئے جاری فرمایا، اس کو چھوڑنا ہلاکت ہے اس کے سوا اس کا کوئی اور نام نہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم خود نماز سے غافل نہیں ہوئے۔ کسی حالت نے خواہ وہ جنگ کی حالت تھی یا امن اور آرام کی حالت تھی، صحت کی حالت تھی یا بیماری کی حالت تھی، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو نماز سے غافل نہیں کیا۔ آپؐ کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ نماز کا مقصد تو ذکر الٰہی ہی ہے نا! وہ ذکر تو میں ہر وقت کرتا ہوں مجھے نماز کی کیا ضرورت ہے۔
آپ کی آخری نماز کی کیفیت یہ تھی کہ بخار کی شدت سے آپؐ بے ہوش ہو جاتے تھے اور جب آنکھ کھلتی تھی تو کہتے تھے دیکھو نماز کا وقت تو نہیں چلا گیا۔ یہ کہہ کر پانی منگواتے تھے۔ وضو کر کے پھر نماز شروع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پھر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ پھر آنکھ کھلتی تو پہلے یہ سوال کرتے تھے کہ دیکھو نماز کا وقت تو نہیں چلا گیا یہاں تک کہ آپ نے ٹب منگوایا اور کہا مجھ پر بہا دو تاکہ کچھ عرصے کے لئے بخار میرا پیچھا چھوڑے اور میں اپنے اللہ کی اس طرح عبادت کروں جس طرح اس نے مجھے سکھائی۔ یہ ہے "ذکر رسولؐ"۔ یہ وہ ذکر الٰہی ہے جو آپ نے دنیا میں ہمیشہ کے لئے جاری کیا ہے۔ پس ان شیطانوں کے وسوسوں میں کبھی نہ پڑنا۔ نہ آج پڑنا نہ کل پڑنا کہ ذکر الٰہی چونکہ نماز کے بعد بھی جاری رہتا ہے اس لئے وہی اصل ہے اور نمازیں ترک کر دو اور خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کے ذریعے جو شریعت عطا کی ہے اس سے تم بالا ہو جاؤ گے۔ محمد مصطفیٰؐ کی شریعت سے باہر ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ سب پیری فقیری کے جھوٹے قصے ہیں۔ یہ دنیا کی لعنتیں کمانے کی خاطر یہ خدا کے ذکر کو بیچنے والے لوگ ہیں۔ ذکر الٰہی اختیار کریں ویسا ذکر جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جیسا کہ آپؐ کے صحابہ نے آپؐ سے سیکھا پھر ہر حالت میں آپؐ کا ہر ذکر نماز ہی بن جائے گا۔ اگر نماز پڑھیں گے تو ذکر بھی نماز بن جائے گی۔ نماز نہیں پڑھیں گے تو ذکر بھی ذکر نہیں رہے گا۔

ہر وہ ذکر جو تسبیح کے دانوں تک محدود رہے لیکن انسان کے وجود میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو وہ ذکر الٰہی نہیں ہے

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کو مجھے یاد ہے میں اس طرح دیکھتا تھا کہ نماز مغرب سے قبل ستونوں کی طرف دوڑتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تشریف لے آتے۔ یہاں یہ بھی میں بتا دوں کہ مسجد کی طرف جب نماز شروع ہو جائے اس وقت دوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ایسے ست آدمیوں کا ذکر نہیں ہو رہا جو نماز میں دیر سے پہنچیں اور رکوع ہو چکا ہو اپنی رکعت پوری کرنے کے جوش میں دوڑ رہے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے پہنچتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہؐ کے قریب ہونے کے شوق میں تاکہ اس ذکر الٰہی رسول کے پاس رہ کر اس کے قرب میں ذکر کریں۔ کہتے ہیں میں دیکھا کرتا تھا کہ کس طرح صحابہ دوڑتے ہوئے جاتے تھے کہ پہلے وقت میں مسجد کی پہلی صف میں حضرت محمد رسول اللہؐ کے قریب پہنچ جائیں۔
انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ وہ نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ بعض دفعہ رکوع کرتے تو اتنی دیر رکوع کرتے کہ لوگ سمجھتے تھے بھول ہی گئے ہیں اور ایک راوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ساری رات رکوع میں گذار دی۔ میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دور کی کچی روایت ہے مگر ان کی مراد یہ ہوگی کہ لگتا یوں تھا کہ گویا رات بھر رکوع میں ہی رہیں گے یا رہے ہیں اور کہتے تھے جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تھے تو یکدم پلٹ کر دوسرا سجدہ نہیں کر دیتے تھے بلکہ وہاں بھی ذکر میں گم اور ایسے بیٹھ جاتے تھے گویا بھول ہی گئے ہیں کہ آگے بھی کوئی سجدہ آنے والا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن شداد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے اور میں آخری صف میں تھا لیکن حضرت عمرؓ کی گریہ وزاری کی آواز سن رہا تھا وہ یہ تلاوت کر رہے تھے ﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ کہ میں تو اپنے اللہ ہی کے سامنے اپنے سارے دکھ رویا کروں گا کسی اور کے سامنے مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پس جو ذکر الٰہی میں گم رہتے ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کا دربار ملتا ہی نہیں جہاں وہ اپنے غم اور دکھ روئیں اور اپنے سینوں کے بوجھ ہلکے کریں۔ فرماتے ہیں پچھلی صف میں تھا وہاں تک مجھے حضرت عمرؓ کے سینے کے گڑگڑانے کی آواز آ رہی تھی۔

ویسا ذکر الٰہی اختیار کریں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جیسا کہ آپ کے صحابہؓ نے آپ سے سیکھا

حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ بنو سلمہ کا محلہ مسجد نبوی سے دور تھا لیکن وہ مدینے کے کنارے پر تھے اس وجہ سے مدینے کی حفاظت میں وہ ایک اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے شوق ظاہر کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قریب آ جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ان کو اجازت نہیں دی۔ لیکن ان کی نیت اچھی اور پاک تھی وہ قریب آنا چاہتے تھے تاکہ زیادہ ذکر الٰہی کا موقع ملے اور ذکر الٰہی میں اول اور افضل حیثیت نماز با جماعت کی تھی جو مسجد نبوی میں ادا کی جاتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دلداری کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم وہیں رہو جس نیک نیت سے تم قریب آنا چاہتے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تمہارے ہر قدم پر تمہیں اجر عطا کرے گا۔ جتنے لمبے فاصلے کرو گے اتنا ہی وہ ذکر الٰہی میں شمار ہوں گے اور ہر قدم کا اجر تمہارے لئے لکھ دیا جائے گا۔
حضرت حرامؓ بن ملحان کے آخری کلمات بھی سننے کے لائق ہیں جب ان پر برچھے کا وار پڑا ہے اور وہ آر پار نکل گیا اس حالت میں حضرت حرامؓ نے زخم کا خون لے کر سامنے سے اپنے چہرے پر ملا اور سر پر چھڑکا۔ وہ خون جو اندر دوڑ رہا تھا چونکہ خدا کی خاطر باہر نکلا تھا انہوں نے کہا اب مقدس ہو چکا ہے اب اس کی برکت سے جسم کے باقی اعضاء کو بھی متبرک کر دوں اور یہ کہا " اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔
یہی روایت حضرت عامرؓ بن فہیرہ کے متعلق ملتی ہے کہ آخری کلمہ آپ کا بھی یہی تھا۔
صاحب طبقات بیان کرتے ہیں کہ حضرت زیدؓ بن خطاب جو حضرت عمر کے بھائی تھے ایک جنگ میں ان کے سپرد علم کیا گیا (یہ جنگ یمامہ کی بات ہو رہی ہے) وہاں اس قدر زور سے دشمن نے حملہ بولا کہ صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کچھ ڈول گئے اس وقت اس حالت میں بڑے جوش کے ساتھ یہ بھاگتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور وہ آخری کلمات جو ان کے سنائی دیئے وہ یہ تھے خدایا! میں اپنے ساتھیوں کی پسپائی پر تیری بارگاہ میں معذرت پیش کرتا ہوں۔

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

حضرت خبیبؓ کا ذکر بارہا آپ سن چکے ہیں مگر ایسا ذکر ہے جو کبھی پرانا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے جب جان دی، ایسی حالت میں کہ دشمن نے آپ کو گھیرے میں لے کر پکڑ لیا تھا اور مقتل کی طرف لے جا رہے تھے۔ اس وقت مقتل میں پہنچ کر انہوں نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں۔ ذکر الٰہی تو کر ہی رہے تھے ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے نماز کی اہمیت کا یہ حال تھا کہ صحابہ سب سے زیادہ پاکیزہ، سب سے بلند تر ذکر نماز ہی کو سمجھتے تھے تو انہوں نے دو رکعتیں نماز ادا کی۔ سلام پھیرا اور کہا دل نہیں چاہتا تھا کہ اس نماز سے الگ ہو جاؤں مگر ڈرتا تھا کہ تم مجھے بزدل نہ سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لو کہ میں شہادت سے ڈر رہا ہوں اس لئے جلدی میں یہ رکعتیں ادا کر دی ہیں، اب جو چاہو کرو۔ اور جب ان کو نیزہ مارا گیا تو وہ شعر پڑھتے ہوئے زمین پر گرے۔

وَلَسْتُ اُبَالِی حِینَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی
وَذٰلِکَ فِی ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَا یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ خدا کی راہ میں کس کروٹ پر قتل ہو کے گرتا ہوں۔ "وذلک فی ذات الالٰہ"۔ یہ تو اللہ کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑوں پر، جو پارہ پارہ کر دیا گیا ہو، ہر جسم کے حصے پر برکتیں نازل فرمائے یہ آخری آواز تھی جو شہادت کے وقت ان کے منہ سے نکلی ہے۔ اور یہی ذکر اللہ کرنے والوں کے دل کی آواز بن جایا کرتی ہے۔ ان کی زندگی بھی زندگی ہو جاتی ہے، ان کی موت بھی زندگی ہو جاتی ہے، ان کو کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ کس طرح کس حالت میں ان کا انجام ہو۔ جانتے ہیں کہ اللہ اپنے ذکر کرنے والوں کے جسم کے ذرے ذرے پر برکتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی روح ہمیشہ کے لئے خدا کی پناہ میں آجاتی ہے اور اس کا ذکر ہمیشہ کے لئے اس کے اوپر اپنی رحمت کی چادر تان دیتا ہے خواہ وہ اس دنیا میں رہے خواہ وہ اس دنیا میں چلا جائے۔

پس اس پہلو سے اس رنگ میں ذکر کریں کہ آپ کے ساتھ تمام دنیا کا ذکر وابستہ ہو جائے۔ تمام خدا کے بندے اور مخلوق جو آج ہیں یا کل آنے والی ہیں وہ آپ سے ذکر کے آداب سیکھیں۔ کیونکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حقیقی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کے عزم کر لئے ہیں وہی ذکر آپ زندہ کریں گے جو محمد مصطفیٰ کا ذکر ہے کسی پیر فقیر کے ذکر کو آپ دنیا میں جاری نہیں کریں گے۔ پس آج دنیا محتاج ہے کہ آپ ہی سے ذکر سیکھے اور آئندہ نسلیں بھی اسی کے ذکر کو لے کر آگے بڑھتی چلی جائیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ یہ وہ آب حیات ہے جس آب حیات کے بعد کسی ہلاکت کے زہر کو مجال نہیں ہے کہ آپ کی رگ و پے میں دوڑنے لگے، آپ کے رگ و ریشے میں پیوستہ ہو کر آپ کو ہلاک کر سکے۔ زندگی کی ایک ہی راہ ہے وہ ذکر الٰہی کی راہ ہے۔ وہ راہ ہے جو میں نے آپ کو دکھادی، اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

جو بوزنین خصوصیت کے ساتھ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں ان کے متعلق ایک چھوٹی سی بات کہہ کر میں اجازت چاہتا ہوں کہ ان بوزنین کو ذکر الٰہی کے ساتھ فوراً وابستہ کر دیں۔ کوئی اور تربیت نہیں ہے جو ان کی زندگی کی ضمانت دے سکے یعنی روحانی زندگی کی جو ان کو آئندہ ہلاکت سے بچا سکے۔ صرف یہ راہ ہے کہ جس کے بندے ہیں اس کے ہاتھ میں ہاتھ تھمادیں۔ اللہ کی انگلی میں ان کی انگلیاں پکڑا دیں۔ خدا سے وابستہ کر دیں پھر آپ کو کوئی پرواہ نہیں ہے پھر اللہ آپ ہی ان کی حفاظت کرے گا۔ پس ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور ذکر الٰہی کو چسکا ان کے دلوں میں پیدا کر دیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا:

"آج تو ماشاء اللہ یہ مسجد بہت بھر گئی ہے اور عورتوں کو اب دوسری جگہ بھیج دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مسجد جو بھری ہوئی ہے اللہ کے فضل سے یہ بوزنین کے بغیر بھری ہوئی ہے ان کی اتنی تعداد ہے خدا کے فضل سے وہ اس مسجد میں سما ہی نہیں سکتے تھے اس لئے ان کے لئے الگ انتظام کیا گیا ہے تاکہ وہاں ان کا ترجمہ بھی ان کو اونچی آواز میں سنایا جا سکے یہ اس لئے بتا دیا ہے کہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کو دوسرے درجے کا شہری سمجھا گیا ہے ان کے لئے الگ انتظام کیا ہے اس لئے کہ ایسا کوئی انتظام نہیں تھا کہ بجلی کی تاروں کے ذریعے ان کے کانوں تک ترجمہ پہنچایا جا سکتا ہو۔ اس لئے بے اختیاری تھی اس لئے ان کو الگ رکھا گیا ہے ورنہ ان کو یہاں جگہ دی جاتی اور پرانے احمدی دوسرے کمروں میں جاتے۔ یہ وضاحت کر دی ہے دنیا میں سب دیکھ رہے ہیں کہیں کوئی سننے والا غلط فہمی کا شکار ہی نہ ہو جائے۔"

بقیہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی جھلکیاں از صہ ۱۴

ایسی عبادات سوائے وقت کے زیاں کے کسی اور حیثیت کی حامل بھی نہیں ہوتیں۔

دراصل اسلامی تاریخ میں یہ پہلی مثال تھی کہ مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر نمازیں پڑھنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔......... غرضیکہ جنرل ضیاء الحق کا نظام صلوٰۃ چونکہ ایک غیر فطری عمل تھا اس لئے بری طرح ناکام ثابت ہوا۔ بہر حال ضیاء الحق اس قسم کی مجنونانہ کاروائیوں سے اپنی آمریت کو مسلسل طول دینے میں کامیاب ہوتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس طرح اپنے اصل مذموم مقاصد کے حصول میں کامیاب و کامران رہا اور اپنے جذبہ حکمرانی کی تسکین تا دم آخر کرتا رہا"۔

مصنفہ ممتاز حسین شاہ ایڈووکیٹ۔ شاہین انٹرپرائز۔ شاہین لاء بک، ۲۸ سیفی بلڈنگ ایم اے جناح روڈ کراچی]

ضیاء الحق نے احمدیوں کے خلاف پابندیاں کیوں لگائیں۔ کیا یہ اسلام کی خدمت تھی یا مذہبی منافرت پھیلا کر اپنے اقتدار کو طول دینا تھا۔ مذکورہ بالا کتاب کے مصنف ممتاز حسین شاہ ایڈووکیٹ لکھتے ہیں:۔

"ضیاء الحق نے محض قادیانی جماعت کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے لئے کئی قوانین میں ترامیم کر دیں۔ جن کا واضح مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ مذہبی منافرت پھیلا کر اپنے اقتدار کو طول دیا جائے"۔

[آمریت کے سائے صہ ۳۷۳]

حقیقت یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کا کوئی مامور دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اس کا انکار کرنے والے ایسی ہی حرکتیں کیا کرتے ہیں۔ اور ان کی کوششوں کے ایسے ہی خوفناک نتائج نکلا کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دی گئی خبروں کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کو دین اسلام کو زندہ کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور احیاء اسلام اور قیام شریعت کی عظیم الشان مہم مسیح محمدی کے سپرد کی گئی ہے اور آج تمکنت دین متین خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے مبارک ہیں وہ جو اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام کر شاہراہ غلبہ اسلام پر قدم مارتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

بقیہ مختصرات از صہ ۱

اعتراض کا بھرپور تنقیدی جائزہ اور تفصیلی جواب دیا گیا۔ آج پہلے حضور انور نے زندیقیت کے جھوٹے الزام کا رد بیان فرمایا۔ مختلف علماء کے دوسرے فرقوں کے خلاف دیگر علماء کے فتاویٰ پڑھ کر سنائے۔ ختم نبوت کے ضمن میں حضور نے حوالوں سے ثابت کیا کہ پرانے علماء بھی بالکل وہی تشریح کرتے آئے ہیں جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔

۲۱ اپریل ۱۹۹۴ء۔ آج کی مجلس میں سابقہ گفتگو کے تسلسل میں حضور انور نے ختم نبوت کی وہ پر معارف تشریح بیان فرمائی جو جماعت احمدیہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں پیش کرتی ہے۔ لفظ آخر کے مختلف معانی بیان فرمائے اور احادیث کے حوالہ سے ثابت فرمایا کہ مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے افضل ہونا ہی خاتمیت کا اصلی معنی ہے۔ دوران گفتگو حضور انور نے دجال، اس کے گدھے اور نزول عیسیٰ وغیرہ موضوعات کی بھی وضاحت فرمائی اور ظاہر پرست نام نہاد علمائے اسلام کو دردمندانہ انتباہ فرمایا کہ وہ جھوٹ بولنے اور بولتے چلے جانے اور اس طرح جمہور مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے باز آجائیں۔

۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء۔ آج کے "ملاقات" پروگرام میں بھی معاندین احمدیت کے فرسودہ اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ حضور انور نے مہر نبوت پر لدھیانوی صاحب کے طنز کا زوردار جواب دیا۔ بعد ازاں اس بات کو حوالوں سے ثابت کیا کہ مسیح موعودؑ کے مقام نبوت کی اصل حقیقت کیا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے امام مہدیؑ کے بلند مقام کے بارہ میں مختلف علمائے اسلام کے زوردار حوالہ جات بھی پیش فرمائے۔

۲۳ اپریل ۱۹۹۴ء۔ آج کی مجلس میں شمالی انگلستان کی جماعت "ہارٹلے پول" کے چار مخلص انگریز احمدی احباب و خواتین نے مقامی صدر جماعت کے ساتھ شمولیت کی۔ حضور انور نے بڑی محبت سے اس جماعت کا ذکر فرمایا اور ناظرین کو بتایا کہ یہ وہ جماعت ہے جس کی اکثریت مقامی انگریز احمدیوں پر مشتمل ہے۔ بوسنیا کے بارہ میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضور نے اس بات پر گہرے افسوس کا اظہار فرمایا کہ ان مظلومین کی امداد کے سلسلہ میں مسلمان ممالک کی طرف سے بہت سرد مہری کا ثبوت دیا گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اپنی استطاعت کے مطابق ان کی بھرپور مدد کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ حضور نے فرمایا کہ میں ہمیشہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں اور ساری جماعت احمدیہ کو اس کی یاد دہانی کرواتا ہوں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مومنوں کی مثال فرعون کی بیوی اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی والدہ سے دی گئی ہے۔ ایک سچے مومن کا اس مرحلے دور سے گزرنا ضروری ہے۔ اس موقع پر حضور نے نفخ روح اور مریمی تخلیق کے موضوع پر بہت پر معارف روشنی ڈالی۔

۲۴ اپریل ۱۹۹۴ء: آج کے پروگرام "ملاقات" میں مانچسٹر سے تشریف لانے والے بارہ بوزنین احباب و خواتین اور بچوں نے مقامی مبلغ اور صدر جماعت کے ساتھ شمولیت کی۔ بچے ہمیشہ کی طرح حضور انور کی محبت و شفقت کے خصوصی مورد بنے۔ حضور انور نے بیان فرمایا کہ جماعت احمدیہ اپنے مظلوم بوسنین بھائیوں کی ہر ممکن امداد کر رہی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس کے فضل سے ہمیں توفیق مل رہی ہے۔ حضور انور نے اعلان فرمایا کہ آٹھ ٹرکوں پر مشتمل اگلا قافلہ ۶ مئی کو بوسنیا روانہ ہو رہا ہے۔ بوسنین احباب نے بار بار تشکر کا اظہار کیا تو حضور نے فرمایا کہ اس میں ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہمیں یہ توفیق دے رہا ہے اور ہمارا فرض ہے جو ہم ادا کر رہے ہیں۔ اس موقع پر ایک معمر خاتون نے بڑے جذباتی انداز میں پوچھا کہ کیا جب ہم واپس بوسنیا چلے جائیں گے تو آپ ہمارا ساتھ تو نہیں چھوڑ دیں گے؟ حضور انور نے فرمایا ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو تعلق اخوت و محبت کا ہمارے درمیان باندھا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی نہیں ٹوٹے گا اور جماعت احمدیہ ہمیشہ اپنے بوسنین بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ اپنے اس تعلق کو قائم رکھے گی۔

(ع۔ م۔ ر)

ہمارا شمسی نظام

(آصف علی پرویز - لندن)

اگر ہم کسی شفاف رات کو آسمان پر ایک عمومی نظر کریں تو ہزاروں جگمگاتے ستارے چراغوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جب چاند نکلتا ہے اور خصوصاً چودھویں کا چاند تو اس کے نور سے زمین منور ہو جاتی ہے۔ پھر دن چڑھتا ہے تو سورج اپنی تمازت کے ساتھ روشنی بکھیرتا ہوا آ جاتا ہے۔ یہ سوال اکثر ہمارے ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ یہ چاند ستارے کیا ہیں؟ یہ سب کیوں گول شکل کے ہیں؟ اور سورج کی روشنی اور گرمی کا ماخذ کیا ہے؟ دن رات کیوں پیدا ہوتے ہیں اور اس کائنات کی وسعت کیا ہے؟

جہاں تک کائنات کی وسعت کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ موجودہ سائنس اس بارے میں بہت تھوڑا جانتی ہے۔ اگرچہ خلا کی تسخیر کے بعد پچھلے پچاس سالوں میں اس سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے لیکن جوں جوں کائنات کے بارے میں علم بڑھتا گیا توں توں سائنسدانوں میں یہ احساس بھی بڑھتا گیا کہ کائنات اتنی وسیع ہے کہ یہ اندازہ لگانا ممکن ہی نہیں کہ اس کی وسعت کتنی ہے۔ سائنسدانوں نے چند سال قبل خلا میں ایک نہایت ہی طاقتور دوربین (Hubble Telescope) بھیجی تھی جس کی اس سال مرمت کی گئی۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ اس دوربین کے ذریعہ کائنات کے اور راز کھلیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور یہ راز اس بات کی گواہی دیں گے کہ:

سبحانک ربنا ما خلقت ھذا باطلا

اس مضمون میں خاکسار نے کائنات کے چھوٹے سے حصہ یعنی ہمارے نظام شمسی کا مختصر تعارف سادہ زبان میں کرایا ہے تاکہ قارئین مختلف سیاروں کا عام بنیادی علم حاصل کر سکیں۔ اس بارہ میں مزید معلومات مختلف کتب اور سائنسی فلموں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اگر آپ کو لندن میں سائنس کا عجائب گھر یا واشنگٹن (امریکہ) میں قومی ہوا اور سائنس کا عجائب گھر (National Air And Science Museum) دیکھنے کا موقعہ ملے تو اس سے بھی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ ان میں اسی قسم کا راکٹ اور دوسرے سیٹلائٹ وغیرہ رکھے گئے ہیں مثلاً واشنگٹن کے عجائب گھر میں بالکل ویسی ہی چاند گاڑی رکھی گئی ہے جیسی آج سے کچھ سال قبل چاند پر اتری تھی۔ سیاروں کے بارے میں بہت ساری رنگین تصاویر مختلف کتابوں میں موجود ہیں جن کو شوق ہو اور موقع ملے تو ان کتابوں کا مطالعہ کریں۔ چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔

1. The Amateur Astronomer's Pathfinder written by Colin Humphret.
2. The Encyclopaedia of Stars & Planets written by Storm Dunlop, Fras, Frmet. S.
3. The Universe & How It Works written by Robin Kerrod.
4. Planets Beyond written by Mark Littman.
5. The Atlas of the Universe written by Patrick Moore.

کائنات کے بارہ میں یونانی فلاسفروں نے بعض نظریات قائم کئے۔ اہل عرب نے اسے مزید ترقی دی۔ بعض مشہور مسلمان ہیئت دانوں مثلاً فضل بن نوبخت (۸۱۶ء)، یحیٰ بن منصور (۸۳۳ء)، عباس بن سعید (۸۴۷ء)، محمد بن جابر (۹۲۹ء)، ابو ریحان بن احمد البیرونی (۱۰۴۹ء)، ابوالفتح عمر بن ابراہیم خیام (۱۱۳۱ء)، وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

کلیسیا نے کائنات اور نظام شمسی کے بارے میں بعض نظریات عیسائی تعلیم کا حصہ بنا لئے۔ ان کا تصور یہ تھا کہ زمین نظام شمسی کا مرکزی سیارہ ہے اور دوسرے سیارے بشمول سورج اس کے گرد گھومتے ہیں۔ اس نظریہ کو سب سے پہلے ایک پولینڈ کے رہنے والے ہیئت دان نکولس کوپرنیکس (Nicholas Copernicus) نے چیلنج کیا جو خود بھی عیسائی راہب تھا۔ چونکہ اسے عیسائی مذہب کی طرف سے شدید مخالفت کا اندازہ تھا اس لئے اس نے تحقیقی کتاب اپنے مرنے کے قریب شائع کی۔ کتاب چھپنے پر روم (اٹلی) میں کلیسا کی طرف سے شدید مخالفت کی گئی۔ بعد ازاں مشہور سائنسدان گیلی لیو نے سائنسی رو سے کوپرنیکس کے نظریات کی تائید کی تو اسے کئی سال کلیسا کی نفرت کا نشانہ بننا پڑا۔ اس کے ایک ساتھی جیارڈنا برونو (Giordana Bruno) کو کلیسا کی طرف سے سزا کے طور پر ۱۶۰۰ء میں زندہ جلا دیا گیا۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ یہ نظریات تقویت پکڑتے گئے اور مشہور سائنسدان کیپلر (Kapler) نے جو تصور پیش کیا وہ بنیادی طور پر آج بھی قائم ہے اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ اس علم میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا رہا۔

نظام شمسی کا جو ماڈل اس نے پیش کیا تھا وہ یہ تھا کہ سورج اس نظام شمسی کا مرکزی ستارہ ہے اور اس کے گرد مختلف مداروں (Orbits) میں دوسرے سیارے مثلاً مریخ، مشتری اور زمین وغیرہ گھوم رہے ہیں۔ نیچے جو تصویر دکھائی گئی ہے اس میں نظام شمسی دکھایا گیا ہے۔ اگر ہم قرآن مجید پر غور کریں تو اس کی آیت

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (سورہ انبیاء: ۳۴)

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ یہ سب (آسمانی سیارے) اپنے اپنے محور میں بے روک چل رہے ہیں۔

میں اسی طرف اشارہ ہے۔

سورج

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ سورج کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورہ النبا میں فرمایا:

وجعلنا سراجا وهاجا

اور ہم نے ایک چمکتا ہوا سورج (بھی) بنایا ہے (النبا: ۱۴)

چمکتا ہوا کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ سورج اپنے اندر سے روشنی پیدا کرتا ہے۔ یہ کیوں پیدا ہوتی ہے اس کا ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

سورج کا حجم اتنا وسیع ہے کہ ہماری زمین جیسی دس لاکھ زمینیں اس کے اندر سما سکتی ہیں۔ اگر ہم شمسی نظام کے تمام سیاروں کا وزن (Mass) جمع کریں تو بھی سورج اس سارے وزن سے ۷۵۰ گنا زیادہ ہے۔ سائنسدانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ سورج اور ہمارے شمسی نظام کی عمر تقریباً ۵ کھرب سال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سورج پر کم از کم ۷۰ کیمیاوی عناصر موجود ہیں جن میں خاص طور پر ہائیڈروجن اور ہیلیم گیس نمایاں ہیں۔ سورج کا زمین سے فاصلہ تقریباً ۱۵ کروڑ کلومیٹر ہے۔

بہت عرصہ سے علم ہیئت میں دلچسپی لینے والے اس بات پر غور کرتے رہے کہ سورج میں وہ کونسی بھٹی ہے کہ اتنا زیادہ فاصلہ ہونے کے باوجود اس کی روشنی اور حرارت زمین تک پہنچ رہی ہے۔ یہ معمہ ہائیڈروجن بم کی ایجاد کے بعد حل ہوا۔ سائنسدانوں نے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ سورج کے اندر لمحہ بلمحہ ہزاروں لاکھوں ہائیڈروجن بم پھٹ رہے ہیں۔ اس کا سادہ الفاظ میں اصول یہ ہے کہ ہائیڈروجن کے ایٹم، ہیلیم گیس میں تبدیل ہو جاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہائیڈروجن گیس کا کچھ حصہ طاقت (Energy) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مشہور سائنسدان آئن سٹائن نے حساب کی رو سے یہ ثابت کیا کہ جب مادہ کو انرجی میں تبدیل کیا جائے تو بے پناہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ (آئن سٹائن کا حسابی فارمولا یہ ہے: انرجی = وزن × روشنی کی رفتار × روشنی کی رفتار)

صرف ایک گرام مادہ کو انرجی یعنی طاقت میں تبدیل کیا جائے تو وہ مقدار اتنی زیادہ ہوگی کہ ہمارے عام حساب کتاب کا نظام اسے سادہ الفاظ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سورج ہر سیکنڈ میں چالیس لاکھ ٹن مادہ کو طاقت میں تبدیل کرتا ہے۔

چنانچہ سورج کا مرکزی حصہ، جہاں لاکھوں ہائیڈروجن بم ہر لمحہ پھٹ رہے ہیں، اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کا درجہ حرارت ڈیڑھ کروڑ (پندرہ ملین) درجے سنٹی گریڈ ہے۔ مرکزی حصے سے حرارت اور روشنی باہر کے حصوں کی طرف شعاعوں (Radiation) کی صورت میں نکل کر سورج کی باہر کی گیسوں کو گرم کرتی ہے۔ اور پھر یہ حرارت اور روشنی خلا میں سے گزرتی ہوئی زمین اور دوسرے سیاروں تک پہنچتی ہے۔ سورج پر بعض اوقات بڑے بڑے طوفان آتے ہیں اور اس کے نتیجے میں سورج سے شعلے ہزاروں کلومیٹر دور تک نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ان شعلوں کو خاص طور پر اس وقت دیکھا جا سکتا ہے جب کہ سورج کو مکمل گرہن لگ جاتا ہے۔

سورج، روشنی، حرارت اور ریڈیائی لہروں کا منبع ہے۔ سورج کی حرارت اور روشنی کے بغیر زمین پر کسی قسم کی بھی زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے زمین سے سورج کا فاصلہ اس حساب سے رکھا ہے کہ سورج کی روشنی اور حرارت سے ہم پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر یہ فاصلہ کچھ لاکھ کلومیٹر بھی کم یا زیادہ ہوتا تو زمین اتنی ٹھنڈی ہو جاتی یا اتنی گرم ہو جاتی کہ زمین پر زندگی ختم ہو جاتی۔

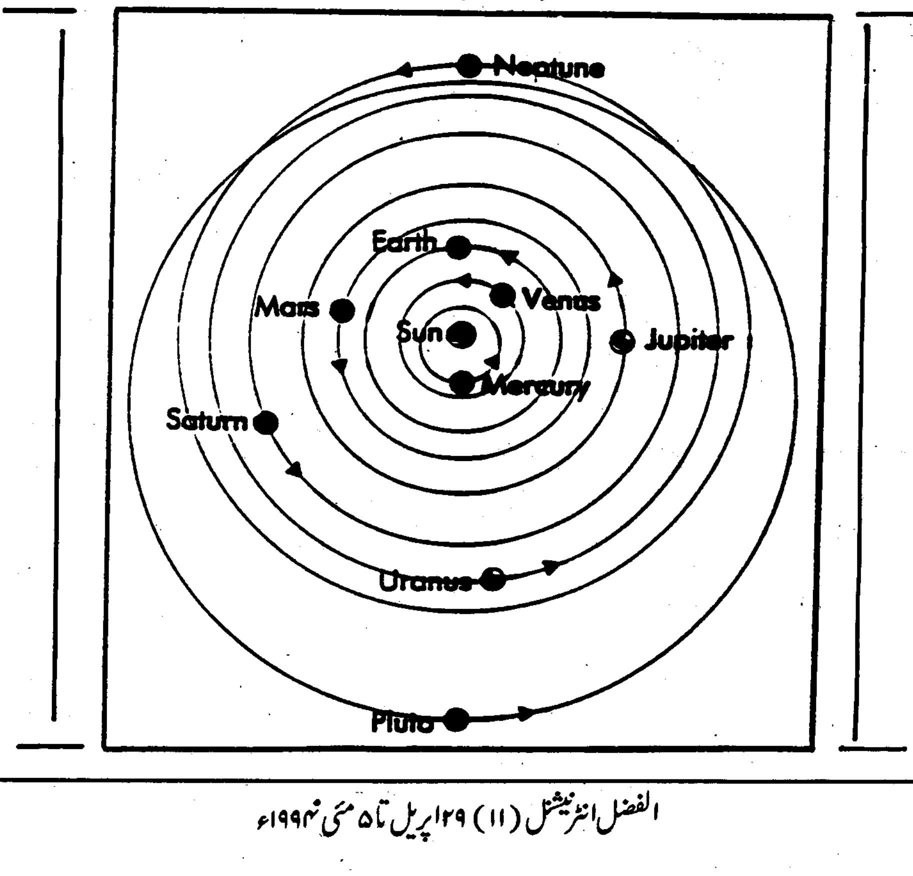

مرکری (Mercury)

یہ سیارہ سورج کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس کا سورج سے فاصلہ تقریباً ۶ کروڑ کلومیٹر ہے۔ قریب ہونے کی وجہ سے اس کا درجہ حرارت بہت زیادہ ہے۔ دوپہر کے وقت وہاں اتنی گرمی ہوتی ہے کہ مختلف دھاتوں مثلاً لوہا یا سیسہ کو پگھلا دے۔ یہ سورج کے گرد ۸۸ دنوں میں چکر ختم کرتا ہے گویا اس کا سال ہمارے ۸۸ دن کا ہے تاہم اس کا ایک دن ہمارے ۵۹ دنوں کے برابر ہے۔

یہ سیارہ ہمارے چاند کے سائز اور شکل وشباہت کا ہے۔ خلا میں بھیجی گئی (Mariner 10) نے جو تصاویر زمین پر بھیجی ہیں اس سے پتہ چلا کہ اس کی سطح پر بڑے بڑے گہرے گڑھے (Craters) ہیں جو ایسا لگتا ہے کہ اربوں سال قبل دوسرے شہاب ثاقب (Meteroids) کے ٹکرانے سے پیدا ہوئے۔ ان میں سے بعض گڑھوں کا قطر ۱۴۰۰ کلومیٹر سے بھی زیادہ ہے۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس پر بڑے بڑے پہاڑ بھی ہیں۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس کی اندرونی تہہ زیادہ تر لوہے اور نکل کی بنی ہوئی چٹانوں (Ores) پر مشتمل ہے۔ اوپر کی تہہ ہلکے مادوں سے بنی ہوئی ہے۔ مرکری کی اپنی کوئی فضا نہیں۔ چونکہ یہ سورج کے بہت قریب ہے اس لئے اسے سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس سیارے پر کسی قسم کی زندگی کا کوئی امکان نہیں۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

وینس (Venus)

یہ سیارہ زمین کے سب سے قریب سے گزرتا ہے اس لئے ہم اسے اپنا ہمسایہ کہہ سکتے ہیں۔ اس کا قطر تقریباً زمین کے قطر کے برابر یعنی ۱۲،۱۰۴ کلو میٹر ہے لیکن یہ اپنے مدار کے گرد زمین کی نسبت بہت آہستگی سے گھومتا ہے چنانچہ اس کا ایک دن ہمارے ۲۴۳ دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ جس طرح چاند، ہلال (پہلی رات کا چاند) سے شروع ہو کر بدر (چودھویں کا چاند) بنتا ہے اسی طرح یہ سیارہ بھی گھٹتا اور بڑھتا ہے۔ وینس بہت گرم سیارہ ہے چنانچہ اس کا درجہ حرارت ۴۸۰ درجہ سنٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اس کا ہوائی دباؤ بھی زمین کی نسبت سو گنا زیادہ ہے۔ اس کی فضا میں ۹۶ فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ ہے اور کچھ نائیٹروجن ہے۔ اس سیارے کے اوپر تیزاب (Sulphuric Acid) کے بادل چھائے ہوئے ہیں اس لحاظ سے اس کی فضا بڑی ہی مسموم ہے۔ تاہم اس کا اوپری حصہ مختلف اونچے نیچے میدانوں پر منحصر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نیچے پھیلے ہوئے میدان وہ قدیم سمندر ہیں جن کا پانی خشک ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس سیارے میں زندگی کا کوئی امکان نہیں۔

زمین (Earth)

زمین اس نظام شمسی کا وہ واحد سیارہ ہے جو زندہ سیارہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا مدار سورج سے اس حساب سے رکھا ہے کہ ہم سورج سے مناسب حد تک روشنی اور حرارت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ زمین کو سورج اور دوسرے ستاروں سے آنے والی خطرناک شعاعوں (Ultra Voilet Radiation) سے بچانے کے لئے اس کے اوپر ایک نہ نظر آنے والی چھتری بنی ہوئی ہے جسے (Stratosphere) کہتے ہیں۔ اگر یہ چھتری نہ ہوتی تو ان خطرناک شعاعوں سے کینسر کا مرض عام ہوتا اور نسل انسانی معدوم ہو جاتی۔ اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے تقریباً تین چوتھائی حصہ پر پانی پیدا فرمایا جس کے بغیر انسانی زندگی پنپ ہی نہیں سکتی تھی اور پھر ان سے بڑھ کر فضا میں آکسیجن خاصی مقدار میں یعنی ۲۱ % مہیا فرمائی۔ اس کی کمی انسانی نسل کے لئے مہلک ہوتی اور پھر یہ انتظام فرمایا کہ جب آکسیجن انسانوں، جانوروں اور مختلف چیزوں کے جلنے سے زہریلی کاربن ڈائی آکسائیڈ میں تبدیل ہو جائے تو درخت اسے واپس آکسیجن میں تبدیل کر دیں۔ درختوں میں ایک مادہ کلوروفل ہوتا ہے جو دن کی روشنی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ سے آکسیجن واپس فضا میں پھیلا دیتا ہے۔ غرضیکہ خدائے رحمٰن کے یہ اتنے عظیم انتظامات ہیں جو اپنی ذات میں طویل مضامین کے متقاضی ہیں۔

زمین کے اوپر کی تہہ اگرچہ ٹھنڈی ہو چکی ہے لیکن اس کی انتہائی اندرونی تہہ (Core) ابھی بھی سخت گرم ہے اور اس کا درجہ حرارت ۴۰۰۰ درجے سنٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔ جب کبھی کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹتا ہے تو یہ لاوا بڑے زور سے نکل کر بہتا ہے۔ اس بات کے آثار موجود ہیں کہ زمانہ قدیم میں زمین پر بڑے بڑے شہاب ثاقب آکر ٹکرائے ہیں۔ چنانچہ ان سے جو بہت بڑے بڑے گڑھے پیدا ہوئے وہ اریزونا (امریکہ) اور سائبیریا میں ملتے ہیں۔

زمین سورج کے گرد گھومتی ہے جس کی وجہ سے موسم پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ اپنے محور کے گرد بھی گھوم رہی ہے۔ چنانچہ جو حصہ سورج کے سامنے آتا ہے وہاں دن پیدا ہوتا ہے اور بقیہ حصہ پر رات ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے زمین میں یہ حرکت پیدا نہ فرمائی ہوتی تو دن رات پیدا نہ ہو سکتے بلکہ آدھے حصہ پر ہمیشہ دن اور آدھے پر رات ہوتی۔ دن کے حصے گرم سے گرم تر ہو جاتے اور رات کے حصے شدید ٹھنڈے۔ معاشی اور معاشرتی زندگی کا جو نظام اس وقت قائم ہے وہ کبھی بھی چل نہ سکتا۔

چاند (Moon)

اگرچہ چاند ان ۹ سیاروں میں نہیں آتا جو کہ نظام شمسی کا حصہ ہیں لیکن چونکہ یہ قریب ترین ہمسایہ ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس کا مختصر ذکر کر دیا جائے۔ چاند پر جیسا کہ قارئین جانتے ہیں خلاباز پہنچ چکے ہیں۔ سب سے پہلے جس انسان سے چاند پر قدم رکھا اس کا نام نیل آرمسٹرانگ (Neil Armstrong) تھا۔

چاند کی سطح پر شہاب ثاقب کے ٹکرانے کی وجہ سے جابجا گڑھے پڑے ہوئے ہیں اس پر کسی قسم کی کوئی فضا نہیں۔ چاند پر کشش ثقل زمین کی نسبت سے چھ گنا کم ہے۔ چنانچہ ایک انسان جس کا وزن مثلاً ۹۰ کلوگرام ہو چاند پر جا کر صرف ۱۵ کلوگرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے خلاباز چاند کی زمین پر عام رفتار کی نسبت سے بڑی تیزی سے چلتے بلکہ چھلانگیں لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تاہم چاند کی کشش کا زمین پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ اور سمندر میں مدو جزر اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

گزشتہ دنوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے گواہ کے طور پر چاند اور سورج گرہن کے عظیم الشان نشان کے ظہور کے سو سال پورے ہونے کی خوشی منائی گئی۔ میں مختصر الفاظ میں چاند اور سورج گرہن کی وجہ بیان کرتا ہوں۔ جب زمین سورج اور چاند کے درمیان آ جاتی ہے تو چاند پر سورج کی روشنی پہنچنی بند ہو جاتی ہے اور زمین کا سایہ چاند پر جا پڑتا ہے۔ جس حصے میں مکمل تاریکی ہو جاتی ہے اسے (Umbra) کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ نیچے تصویر میں دکھایا گیا ہے بعض حصوں میں جزوی روشنی پھر بھی پہنچتی رہتی ہے۔ اسے (Penumbra) کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج، زمین اور چاند کی رفتار اور مدار میں گھومنے کا زاویہ اس طرح سے بنایا ہے کہ چاند کو صرف ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو ہی گرہن لگ سکتا ہے۔

اسی طرح جب چاند زمین اور سورج کے درمیان آ جاتا ہے تو چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کے نتیجہ میں زمین تک سورج کی روشنی نہیں پڑتی۔ لیکن چونکہ چاند زمین کی نسبت بہت چھوٹا ہے اس لئے مکمل سورج گرہن بمشکل ساڑھے سات منٹ کا ہوتا ہے۔ سورج گرہن بعض خاص دنوں یعنی ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ کو ہی لگ سکتا ہے۔ ان دنوں کے علاوہ چاند اور سورج کے درمیان میں آنے کا امکان ہی نہیں اس لئے سورج گرہن نہیں لگ سکتا۔

SOLAR ECLIPSE

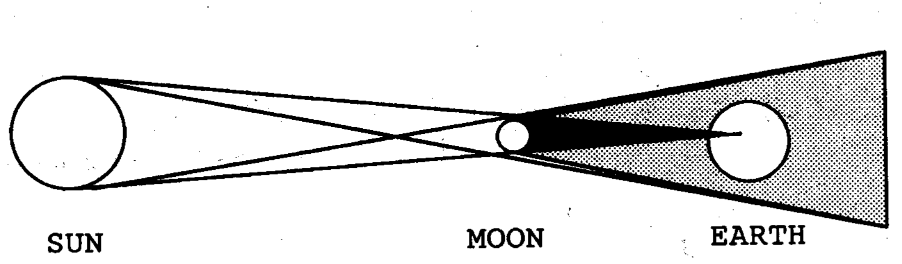

LUNAR ECLIPSE

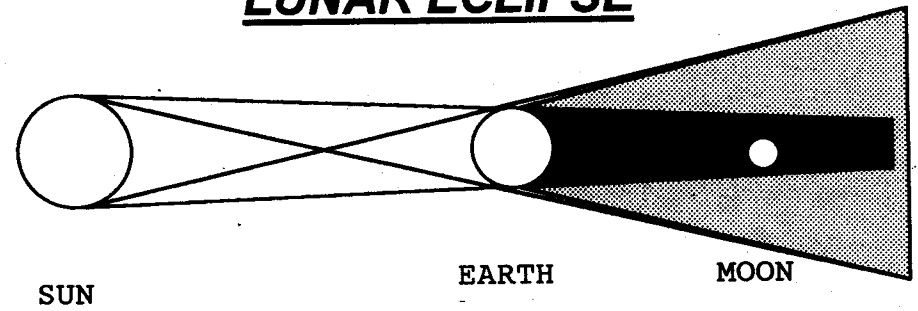

مریخ (Mars)

یہ سیارہ بھی وینس سیارہ کی مانند زمین کے نسبتاً زیادہ قریب ہے اس لحاظ سے یہ زمین کا دوسرا ہمسایہ ہے۔ جب یہ زمین سے قریب ترین ہوتا ہے تو اس کا فاصلہ زمین سے ۵۶۰ لاکھ کلو میٹر دور ہوتا ہے۔ تمام سیاروں میں مریخ زمین سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔ مثلاً اس کا ایک دن زمین سے صرف چالیس دن بڑا ہے۔ چونکہ یہ زمین کی طرح ایک زاویہ پر سورج کے گرد گھومتا ہے اس لئے اس پر بھی زمین کی طرح موسم پیدا ہوتے ہیں تاہم اس کا سال ۶۸۷ زمینی دنوں کے برابر ہے یعنی زمین سے تقریباً دگنا۔ اس لئے اس کے موسم بھی زمین کی نسبت دگنی لمبائی کے ہیں۔ جس طرح زمین کے شمالی اور جنوبی قطب برف سے ڈھکے ہوئے ہیں اسی طرح مریخ کے قطبین بھی برفیلے ہیں۔ مریخ کا قطر زمین سے آدھا ہے اور زمین کی طرح یہ بھی تہہ در تہہ مادے سے بنا ہوا ہے۔ انتہائی اندرونی تہہ لوہے اور اسکے مرکبات سے بنی ہوئی ہے۔ اوپر والی تہہ سرخی مائل ہے جس کی وجہ آئرن آکسائیڈ یعنی زنگ کی وافر مقدار ہے۔ اسی وجہ سے اسے سرخ سیارہ بھی کہا جاتا ہے۔

سائنسدانوں نے دو سیٹلائٹ (Probes) جن کے نام (Mariner) اور (Viking) ہے مریخ اور دوسرے سیاروں کی طرف بھیجے۔ وائکنگ سے پھر ایک مشین (Vicker Lander) مریخ کی سطح پر بھی اتری۔ ان دونوں کی مدد سے بہت ساری تصاویر زمین پر بھیجی گئیں۔ جن سے معلوم ہوا کہ اس کی اوپر کی تہہ ریتلی ہے اور اس پر جگہ جگہ پتھر پڑے ہوئے ہیں۔

اس کی فضا میں سائنسدانوں نے آبی بخارات پائے ہیں جس کی وجہ سے صبح کے وقت بعض اوقات بادل اور دھند سی چھا جاتی ہے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پتھروں کی چٹانوں یا مریخ کی سطح کے اندر زمین کی طرح پانی موجود ہے۔ مریخ کے جنوبی حصے میں جابجا بڑے بڑے گڑھے ہیں۔ سب سے بڑا گڑھا (Hellas Planitta) کہلاتا ہے جس کا قطر ۱۵۰۰ کلو میٹر اور گہرائی ۶ کلو میٹر ہے۔ اس کا شمالی حصہ نسبتاً چپٹا ہے اور اس علاقہ میں (Vikinglander2) اترا تھا۔ مریخ کے دو حصے ہیئت دانوں کی دلچسپی کا خاص باعث رہے ہیں۔ ایک حصہ (Tharsis Volcanic) کہلاتا ہے۔ یہاں پر مریخ کے سب سے بڑے آتش فشاں پہاڑے پھٹنے کے اثرات ہیں جس کا لاوا ہزاروں مربع کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ اور یہیں پر مریخ کے اونچے اونچے پہاڑ ہیں جن میں سے سب سے اونچے پہاڑ کی بلندی ۲۰ کلو میٹر ہے۔ گویا یہ دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ سے بھی زیادہ اونچی ہے۔

دوسرا حصہ (Valley Mariner) کہلاتا ہے۔ اس میں سب سے بڑی وادی تقریباً ۴۵ ہزار کلو میٹر لمبی ہے اور اس کی چوڑائی ۱۵۰ سے ۷۵۰ کلو میٹر ہے۔ یہ مریخ کے ایک چوتھائی حصہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ بعض خشک دریائی گزر گاہیں بھی پائی گئی ہیں تاہم بہتے ہوئے پانی کا امکان ممکن نہیں۔

جس طرح زمین کا ایک چاند ہے اسی طرح مریخ کے دو چاند ہیں۔ اگرچہ مریخ اور زمین میں کئی چیزیں ملتی جلتی ہیں تاہم سائنسدان مریخ پر کسی قسم کی زندگی کے آثار نہیں پا سکے۔ پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہی ایک سیارہ ہے جس پر انسانی نسل کے جا کر رہنے کے امکانات ہیں۔

مشتری (Jupiter)

یہ سیارہ ہمارے نظام شمسی کا سب سے بڑا سیارہ ہے۔ اس کا حجم زمین کے حجم سے ایک ہزار گنا بڑا ہے۔

Kenssy

Fried Chicken

589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

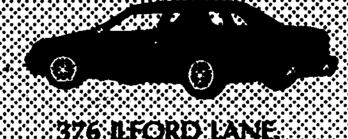

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

اس کا وزن باقی سارے سیاروں کے وزن کو آپس میں جمع کرنے کے باوجود زیادہ ہے۔ اس کا وزن زمین سے ۳۱۸ گنا ہے۔ اس کی فضا زیادہ تر ہائیڈروجن اور ہیلیم گیس پر مشتمل ہے۔ سیارے کے مرکز میں جا کر درجہ حرارت اور فضا کا دباؤ بہت بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ۵۰۰۰ کلومیٹر کی گہرائی میں ہائیڈروجن گیس دھاتوں کی طرح ٹھوس ہو جاتی ہے۔

اس سیارے کا سورج سے فاصلہ ۷۷ کروڑ ۸۰ لاکھ کلومیٹر ہے۔ اس کو سورج کے گرد گھومنے میں تقریباً بارہ سال لگتے ہیں۔ لیکن اس کی اپنے محور کے گرد حرکت زمین سے دگنی سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے اس کا دن رات صرف دس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اس کا قطر ۱۴۳ ہزار کلومیٹر ہے۔ چونکہ یہ سیارہ سورج سے کافی دور ہے اس لئے بہت ٹھنڈا سیارہ ہے۔ چنانچہ اس کا درجہ حرارت منفی ۱۵۰ درجے سنٹی گریڈ ہے۔

اس سیارے کی بعض خوبیاں بڑی نمایاں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کے ارد گرد کئی قسم کے چھلے (Rings) بنے ہوئے ہیں۔ دوسرے دوربین سے دیکھنے پر اس کے اوپر ایک بڑا سرخ دھبہ نظر آتا ہے جو اپنے سائز کے لحاظ سے زمین کے سائز سے بھی بڑا ہے۔ دراصل یہ گیسوں پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے ایک بڑا طوفان برپا ہے۔ یہ اسی قسم کا طوفان ہے جیسے زمین پر بھی (Anti Cyclone) کی وجہ سے بعض اوقات آتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس طوفان کی رفتار تقریباً ۵۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ اور پچھلے تین سو سال سے یہ نظر آ رہا ہے۔

تیسری بات اس سیارہ کے بہت سارے چاند ہیں جن کی تعداد ۱۷ ہے۔ جب (Voyger Space craft) اس کے پاس سے گزری تو اس نے بعض چاندوں کا پتہ لگایا۔ یہ سیارہ ابھی اپنی ابتدائی حالت سے گزر رہا ہے۔ اس لئے اس پر کسی قسم کی زندگی کا کوئی امکان نہیں۔ اس سیارے پر بہت سے شہاب ثاقب بھی گرتے رہتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس سال جولائی میں بہت بڑے شہاب ثاقب اس سیارے سے ٹکرائیں گے۔ اس کے نتیجہ میں جو طاقت پیدا ہوگی وہ بیک وقت سو ایٹم بموں کی طاقت سے بھی زیادہ ہوگی۔ تاہم یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کے ٹکراؤ کا زمین پر کوئی غیر معمولی اثر نہیں ہوگا۔

زحل (Saturn)

یہ سیارہ ہمارے نظام شمسی کا ایک خوبصورت سیارہ ہے کہ اس کے گرد بڑے ہی نمایاں اور خوبصورت چھلے (Rings) ہیں جن کو مشہور ہیئت دان گیلی لیو نے اپنی ابتدائی دوربین سے ۱۶۱۰ء میں دیکھا تھا۔ اس سیارے کا سورج سے فاصلہ تقریباً ایک کھرب بیالیس کروڑ سترلاکھ کلومیٹر ہے۔ سورج کے گرد بہت آہستگی سے گھومتا ہے چنانچہ اس کا ایک سال زمین کے ساڑھے انتیس سالوں کے برابر ہے۔ تاہم اپنے محور کے گرد حرکت بہت تیز ہے۔ چنانچہ اس کا دن صرف ۱۰ گھنٹے اور چالیس منٹ کا ہے۔ زمین کی نسبت یہ سیارہ ۹۵ گنا زیادہ بھاری ہے۔ اس سیارے کی فضا بھی زیادہ تر ہائیڈروجن گیس پر مشتمل ہے۔ سیارے کی فضا پر ہر وقت طوفان آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات ہواؤں کی رفتار ۱۸۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ یہ رفتار اتنی زیادہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اس رفتار کا طوفان زمین پر آتا تو کوئی مکان اپنی جگہ پر نہ رہ سکتا۔ چونکہ یہ سیارہ سورج سے بہت دور ہے اس لئے درجہ حرارت منفی ۱۸۰ درجے سنٹی گریڈ ہے۔

اس سیارے کے بعض چھلے ایک معمولی دوربین سے بھی زمین سے نظر آ جاتے ہیں۔ یہ چھلے مختلف خاکی ذرات اور منجمد برف کے ٹکڑوں پر منحصر ہیں۔ ان چھلوں کی چوڑائی ہزاروں کلومیٹر تک ہے۔ پہلے یہ تصور کیا جاتا تھا کہ ہر چھلا اپنی ذات میں ایک مکمل چھلا ہے لیکن (Voyger2) نے جو تصاویر زمین پر بھیجیں تو پتہ چلا ایک چھلا دراصل اور بہت سے چھلوں کا بنا ہوا ہے۔ اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ جس طرح گراموفون کے ریکارڈ پر انتہائی باریک چھلے ہوتے ہیں اسی طرح ہر چھلہ انہی باریک چھلوں پر منحصر ہے۔

ایک دوسری نمایاں خصوصیت اس کے بہت سارے چاند ہیں چنانچہ اس وقت تک ۱۷ چاند دریافت ہو چکے ہیں

یورینس (Urinus)

یہ سیارہ سورج سے تقریباً ۲ کھرب ۸۷ کروڑ کلومیٹر دور ہے۔ اسے ۱۷۸۱ء میں ایک برطانوی ہیئت دان ولیم ہرشل (William Herschel) نے دریافت کیا۔ یہ برطانوی ہیئت دان دوسرے ستاروں کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ اچانک اس سیارے کا پتہ چلا۔ سورج کے گرد اس کو ایک چکر لگانے میں ۸۴ سال لگتے ہیں۔ تاہم اس کا اپنا دن رات ۱۶ گھنٹے کا ہے۔ دوسرے سیاروں یعنی مشتری اور زحل کے بالمقابل اس کی فضا میں کسی خاص طوفان کے اثرات نظر نہیں آئے۔ دوربین کی مدد سے دیکھنے سے یہ ہلکی نیلی اور سبز روشنی میں نہلایا ہوا سیارہ لگتا ہے۔ اس سیارے کا وزن زمین سے پندرہ گنا زیادہ ہے۔ اس کا اندرونی حصہ جو غالباً زمین کے سائز کے برابر ہے ٹھنڈا اور سخت چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ اس کے اوپر کی تہہ پانی، مائع ایمونیا اور مائع (Methane) پر منحصر ہے۔ اوپر کی فضا ہائیڈروجن اور ہیلیم گیسوں پر مشتمل ہے۔

۱۹۷۷ء میں جب (Voyger2) اس کے قریب سے گزرا تو اس کی بھیجی ہوئی تصاویر سے پتہ چلا کہ اس سیارے کے گرد بھی کچھ چھلے موجود ہیں لیکن وہ اتنے بڑے اور شاندار نہیں کہ زمین سے نظر آ سکیں۔ اس کے اس وقت تک پانچ چاند دریافت ہو چکے ہیں۔ سورج سے بہت دور ہونے کی وجہ سے اس کا درجہ حرارت منفی ۲۱۰ درجہ سنٹی گریڈ ہے۔ اس سیارے پر بھی کسی قسم کی زندگی کے کوئی آثار نہیں۔

نیپچون (Neptune)

یہ ہمارے شمسی نظام کا آٹھواں سیارہ ہے۔ اس کی دریافت بڑے عجیب انداز میں ہوئی۔ ہیئت دانوں نے جب (Uranus) کے مدار کا حسابی اندازہ میں جائزہ لیا تو اس کے مدار میں ایک نمایاں فرق پایا۔ اس سے ہیئت دانوں نے یہ اندازہ لگایا کہ ضرور کوئی اور سیارہ موجود ہے جس کی وجہ سے یورینس حسابی مدار سے ہٹ کر ہے۔ آخر ۲۳ ستمبر ۱۸۴۶ء کو جرمن ہیئت دانوں نے یہ سیارہ ڈھونڈھ نکالا۔

اس سیارے کا سورج سے فاصلہ تقریباً ۴ کھرب ۵۰ کروڑ کلومیٹر ہے۔ اسے سورج کے گرد چکر مکمل کرنے میں ۱۶۵ زمینی سال لگتے ہیں۔ لیکن اس کا اپنا دن رات ۱۸ گھنٹوں کا ہے۔ اس کی بہت ساری باتیں یورینس سے ملتی جلتی ہیں لیکن اس کا مرکزی حصہ ابھی بھی سخت گرم ہے۔ اس کی ایک اور نرالی بات یہ ہے کہ اسکے خط استوا کا درجہ حرارت اس کے قطبین سے ذرا ہی کم ہے جبکہ دوسرے سیاروں مثلاً زمین پر خط استوا کا علاقہ قطبین یعنی قطب شمالی اور قطب جنوبی (جو برف سے ڈھکے ہوئے ہیں) سے بہت گرم ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس پر بھی مختلف طوفان آتے رہتے ہیں۔ مثلاً اس پر ایک سیاہ دھبے کا مشاہدہ کیا گیا ہے جو ایک بڑے طوفان پر مشتمل ہے۔

Voyger 2 جب اس کے پاس سے گزرا تو اس کی بھیجی ہوئی تصاویر سے مزید معلومات ملیں اور اس کے آٹھ چاند دریافت ہوئے۔ اس سیارے کا درجہ حرارت منفی ۲۱۴ درجے سنٹی گریڈ ہے۔ اس پر بھی کسی قسم کی زندگی کے آثار نہیں۔

پلوٹو (Pluto)

پلوٹو کی دریافت بھی حسابی انداز میں ہوئی۔ نیپچون کے مدار کا اندازہ لگاتے ہوئے ہیئت دانوں نے حساب لگایا کہ ضرور ایک اور سیارہ بھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں ایک امریکی ہیئت دان نے اسے دریافت کیا۔ یہ سیارہ سورج سے ۵ کھرب ۹۰ کروڑ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔

یہ دوسرے سیاروں کی نسبت بہت چھوٹا ہے۔ مثلاً اس کا وزن زمین سے چار سو گنا کم ہے۔ سورج سے اتنی دوری کی وجہ سے یہ بھی سخت سرد سیارہ ہے اور اس کا درجہ حرارت منفی ۲۲۰ درجے سنٹی گریڈ ہے۔ اس کا ایک چاند دریافت کیا گیا ہے جو پلوٹو سے تقریباً آدھا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے چاند کے مدار میں گھومنے کی رفتار بالکل وہی ہے جو پلوٹو کی اپنے مدار پر گھومنے کی رفتار ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چاند ہمیشہ پلوٹو سے ایک خاص جگہ ہی نظر آتا ہے۔ بالکل یہی اصول اس سیٹلائٹ کا ہے جن کی مدد سے ٹیلیویژن کے پروگرام مثلاً ٹیلیویژن احمدیہ کا پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔

ہیئت دانوں نے مزید سیارے ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور سے ج (HubbleTelesco-pe) خلا میں بھیجی گئی ہے وہ اس سلسلہ میں نمایاں مدد کرے گی۔ لیکن کیا ہمارے نظام شمسی میں مزید کوئی سیارے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کو صرف خالق کائنات ہی جانتا ہے۔ اگرچہ کچھ راز کھل رہے ہیں لیکن ابھی کائنات کے بے شمار راز اولوالالباب کو دعوت غور و فکر دے رہے ہیں۔

آخر میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ نظام شمسی کے سیارے اور ستارے کیوں کروی شکل میں ہیں۔ فی الحال میں اس کے سائینسی جواب کو مضمون کی طوالت کی وجہ سے چھوڑتا ہوں تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو وجہ بیان فرمائی ہے وہ لکھتا ہوں۔ حضور ؑ دیباچہ "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں:۔

"وہ خدا جس نے تمام ابتدائی اجسام واجرام کو کروی شکل پر پیدا کر کے اپنے قانون قدرت میں یہ ہدایت منقوش کی کہ اس کی ذات میں کرویت کی طرح وحدت اور یک جہتی ہے اس لئے بسیط چیزوں میں سے کوئی چیز سہ گوشہ پیدا نہیں کی گئی یعنی جو کچھ خدا کے ہاتھ سے پہلے پہلے نکلا جیسے زمین آسمان سورج چاند اور تمام ستارے اور عناصر وہ سب کروی ہیں جنکی کرویت توحید کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ سو عیسائیوں سے سچی ہمدردی اور سچی محبت اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کہ اس خدا کی طرف انکو رہبری کی جائے جسکے ہاتھ کی چیزیں اس کو تثلیث سے پاک ٹھہراتی ہیں۔

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ صہ ۱۳، ۱۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں اولوالالباب میں سے بنائے اور کائنات کے رازوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تخلیق کائنات پر ان غور کرنے والوں میں سے بنائے جنکی اللہ تعالیٰ نے یہ شان بیان فرمائی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔

اے ہمارے رب تو نے اس عالم کو باطل پیدا نہیں فرمایا تو ہر عیب سے پاک ہے۔ پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

Muslim Television dedicated to the spread of the Unity of God throughout the world.

Muslim TV AHMADIYYA

Satellite transmission for 12 hours daily to the Middle East [Eastern], Asia and Far East - Monday to Sunday 7 am [7.00 hours] to 7 pm [19.00 hours] GMT as well as live transmission to the above areas and also Europe, North Africa and the Middle East - Monday to Thursday 1.15 pm [13.15 hours] to 3.55 pm [15.55 hours] GMT and Friday to Sunday, 12.45 pm [0.45 hours] to 3.55 pm [15.55 hours] GMT

Friday Sermon by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV - Fridays between 1.15 pm [13.15 hours] to 2.40 pm [14.30 hours] GMT

For further information contact:
The Manager, MTA
Muslim Television Ahmadiyya,
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Telephone: + 44 - 81 - 870 - 0922
Fax: + 44 - 81 - 870 - 0684

For advertising information, please contact:
Naeem Osman Memon,
MTA - Muslim Television Ahmadiyya,
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL

Telephone London
081 874 8902 / 081 875 1285
Fax: London 081 875 0249

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

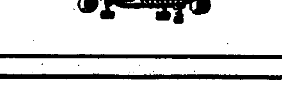

پاکستان میں نفاذ اسلام کی چند جھلکیاں

(محمد محمود طاہر)

۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کا دن وہ دن ہے جب پاکستان کے فوجی آمر جنرل محمد ضیاء الحق نے، جو اپنے آپ کو "داعی اسلام" سمجھتے تھے، پاکستان میں "نفاذ اسلام" کے لئے اسلام کی "خدمت" کا ایک "عظیم الشان فریضہ" انجام دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کے بارہ میں ایک آرڈیننس جاری کیا جسے پاکستانی میڈیا نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نام دیا۔

اس مذموم آرڈیننس کی رو سے کوئی احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، نہ ہی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دے سکتا ہے۔ اسی طرح صحابی، ام المومنین اور امیرالمومنین رضی اللہ عنہ جیسے الفاظ کسی احمدی کے لئے استعمال نہیں کر سکتا۔ کوئی احمدی اذان نہیں دے سکتا اور اگر کوئی احمدی مذکورہ احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پایا گیا تو اسے تین سال قید اور اس کے علاوہ جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ بعد ازاں اس حکم نامے کو آئین پاکستان کا مستقل حصہ بنا دیا گیا اور دفعہ ۲۹۸ کی ذیل میں اس آرڈیننس کو جگہ دے دی گئی۔

آرڈیننس کے نفاذ کے بعد عام مسلمانوں نے خوشیاں منائیں اور جنرل ضیاء الحق کے اس اقدام کو اسلام کی عظیم الشان خدمت قرار دیا۔ پاکستان کے تمام مذہبی حلقوں کی طرف سے خراج تحسین کے بیانات کے ذریعہ سربراہ مملکت کی اس خدمت کو سراہا گیا۔
اس وقت اس آرڈیننس پر تبصرہ مقصود نہیں اور نہ ہی یہ بحث پیش نظر ہے کہ یہ آرڈیننس اسلام دوستی کا مظہر ہے یا اسلام دشمنی کا۔ بلکہ آئندہ سطور میں نفاذ اسلام کے لئے ضیاء الحق دور کے آرڈیننس اور بعد کے دیگر اقدامات کے ثمرات کا ایک نقشہ پیش کرنا مقصود ہے جس سے یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ ملک میں کس قسم کا اسلام نافذ ہو رہا ہے۔ ان کوائف کو دیکھ کر ایک بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ وہ اسلام تو بہر حال نہیں جو آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا بلکہ جنرل ضیاء الحق اور ان جیسے دیگر لوگوں کے خود ساختہ بگڑے ہوئے خیالات اور اندرونی کجیاں تھیں جنہیں وہ اسلام کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اور ان کی ان حرکتوں کا وہی نتیجہ نکلنا تھا جو آج نظر آ رہا ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے تو اس آرڈیننس کے جاری ہونے سے قبل ہی پاکستان کے احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوششیں شروع ہو گئی تھیں۔ اور احمدیوں پر طرح طرح کی پابندیوں کے مطالبے نام نہاد علماء پاکستان کی طرف سے شروع ہو گئے تھے اور یوں "داعی اسلام" اور نفاذ شریعت محمدی کے مزعومہ سپہ سالار اس وقت کے فوجی سربراہ نے علماء کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے بدنام زمانہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کرنے کا اعلان کیا۔ اس حکم نامے کے جاری ہونے کے ساتھ ہی پاکستان کے احمدیوں پر طرح طرح کے مظالم میں شدت آ گئی۔ احمدیہ مساجد پر سے کلمہ طیبہ مٹا کر اسلام کی خدمت کی جانے لگی۔ کئی احمدیہ مساجد مسمار کر دی گئیں۔ سینکڑوں احمدیوں پر مقدمات درج کئے گئے اور انہیں پابند سلاسل کر کے پس زنداں ڈال دیا گیا۔ کئی احمدیوں کو ملازمتوں سے بے دخل کیا گیا۔ بعض کے بے وجہ تبادلے کر دئے گئے۔ الغرض جماعت احمدیہ پر روحانی، جسمانی اور معاشی حملے کئے گئے اور کئی معصوم احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ لیکن حقیقی اسلام کی دعویدار اس جماعت نے اپنے مولیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے بڑی بشاشت کے ساتھ ہر قسم کی قربانی پیش کی اور ان کے پایہ ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

جماعت احمدیہ کے خلاف اس ظالمانہ قانون کو جاری کر کے پاکستان میں نفاذ اسلام کی جو کوششیں کی گئیں ان کوششوں کے نتیجہ میں کس قسم کا اسلام وہاں نافذ ہوا اور کیا اثرات مرتب ہوئے۔ آیئے اس کی ایک جھلک دیکھتے ہیں۔

روزنامہ جنگ لاہور جو پاکستان کا کثیر الاشاعت روزنامہ ہے، ۱۹۹۲ء کے بعض کوائف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"۹۲ء میں کرپشن میں پولیس نے پہلی اور محکمہ مال نے دوسری پوزیشن حاصل کر لی۔ ۱۶۳۳ اعلیٰ سول و پولیس افسروں کے خلاف رشوت اور بدعنوانی کے مقدمات درج ہوئے۔ محکمہ انٹی کرپشن کے خلاف بھی رشوت لینے کا مقدمہ درج کیا گیا...... تعلیم، آبپاشی، صحت، مواصلات و تعمیرات، اوقاف، جنگلات، خوراک اور دیگر محکموں کے ملازمین کے خلاف بھی رشوت لینے کے مقدمات درج ہوئے"۔

[روزنامہ جنگ لاہور، صفحہ اول، (تین کالمی سرخی) یکم جنوری ۱۹۹۳ء]

اخبار پھر لکھتا ہے:۔

"یکم جولائی ۹۲ء سے ۳۱ اکتوبر ۹۲ء تک ملک بھر میں چوری کے ۱۰۷۰۲، ڈکیتی کے ۲۳۹، اغوا کے دو ہزار مقدمات درج ہوئے۔ داخلہ کے پارلیمانی سیکرٹری کا قومی اسمبلی میں بیان۔

[روزنامہ جنگ لاہور، یکم جنوری ۱۹۹۳ء ص۔۱]

وہ ملک جو شاہراہ اسلام پر چلنے کا دعویدار ہو اور اسے "اسلام کا مضبوط قلعہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ وہاں نظریہ اسلام روشناس کروانے کے بعد اور خدمت اسلام کے مختلف اقدامات کرنے کے باوجود کیا نتائج نکل رہے ہیں، روزنامہ جنگ لاہور اس کا حال یوں بیان کرتا ہے:۔

"۱۹۹۲ء میں پنجاب میں زنا بالجبر کی ۱۲۷۳ وارداتیں ہوئیں۔ صرف پنجاب میں تین ہزار انسانوں کو قتل کر دیا گیا۔ چار ہزار پانچ سو بچوں کو اغوا کیا گیا۔ لوگوں کے گھروں اور دوکانوں سے کروڑوں روپیہ لوٹا گیا"۔

[جنگ لاہور، جمعہ میگزین یکم جنوری ۱۹۹۳ء ص۔۱۰]

اسلام حقوق انسانی کا سب سے بڑا علم بردار ہے۔ پاکستان میں اس پہلو سے کس طرح اسلام نافذ ہوا۔ روزنامہ جنگ لاہور ۱۹۹۲ء کی روداد بیان کرتا ہوئے لکھتا ہے:۔

"۹۲ء پاکستان میں انسانی حقوق کی ریکارڈ خلاف ورزیاں

۲۳ افراد پولیس کی حراست میں ہلاک ہوئے۔ سیاسی کارکنوں پر پولیس والوں کے تشدد کی نئی روایت ڈالی گئی۔ اخبارات پر دباؤ ڈالا گیا۔ صحافیوں پر حملے کئے گئے۔ گینگ ریپ کے واقعات عام ہوئے۔ دانشوروں، وکلاء، خواتین اور عوام کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ نومبر میں دس ہزار سیاسی کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔ اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات محدود کر دئے گئے۔ دنیا بھر میں پاکستان کے وقار کو دھچکا لگا۔ سیاسی کارکنوں پر تشدد۔ جمہوریت کا جنازہ نکال دیا گیا۔ ہیومن رائٹس کونسل آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ"

[بحوالہ جنگ لاہور ۲ جنوری ۱۹۹۳ء ص۔۸]

اسلامی ریاست پاکستان میں عورتوں کے حقوق کے بارہ میں ۱۹۹۲ء میں کیا کوششیں ہوئیں؟۔ روزنامہ نوائے وقت اپنی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"۱۹۹۲ء کے دوران طلاق کے ۳۷ ہزار کیس دائر ہوئے ۱۷ ہزار کا فیصلہ ہوا۔ ۹۲ء میں خواتین کے خلاف جرائم کے اعتبار سے ریکارڈ سال ثابت ہوا۔ صرف لاہور میں ۱۰۰ خواتین کی آبروریزی ہوئی۔ پاکستان اس لحاظ سے دنیا کا پہلا ملک بن گیا کہ یہاں عورتوں کے خلاف انتہائی سفاکانہ جرائم ہوئے۔ زندہ جلا دی گئیں۔ خواتین کی نشستیں تو بحال نہ ہو سکیں۔ پاکستان کو خواتین کی خرید و فروخت کی عالمی منڈی کا "اعزاز" مل گیا"۔

[نوائے وقت لاہور ص۔۸ یکم جنوری ۱۹۹۳ء]

دیکھئے اسلامی ریاست میں کس قسم کی کامیابیوں کی بات ہوتی ہے۔ کرپشن میں اول اور دوم آنے والوں کے نام کامیابی کے طور پر اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ جنسی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے گینگ ریپ جیسے واقعات اور عورتوں کی خرید و فروخت کی سب سے بڑی منڈی کا "اعزاز" پاکستان کو ملا۔

پاکستان میں خصوصیت سے صوبہ سندھ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ وہ صوبہ ہے جہاں ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۱ء کے دوران احمدیوں کو سب سے زیادہ جان کے نذرانے اپنے مولیٰ کے حضور پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس عرصہ کے دوران ۱۳ شہادتیں ہوئیں جن میں سے ۵ ضلع سکھر، ۵ ضلع نواب شاہ، ۲ ضلع حیدر آباد اور ایک ضلع لاڑکانہ میں ہوئی۔ وہ زمین جہاں معصوم احمدیوں کا خون بہایا گیا وہاں کا امن خدا کی تقدیر نے کس طرح چھینا۔ سندھ کی رونقیں فسادات کی نذر ہو گئیں۔ اندرون سندھ ڈاکوؤں کے راج میں چلا گیا۔ اور شہری علاقے نسلی، لسانی و گروہی تعصبات کی زد میں آ گئے اور یہ کیفیت گذشتہ دس سال سے وہاں پر جاری ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو چکا ہے۔ آخر کار یہ صوبہ افواج پاکستان کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ ۱۹۹۲ء میں سندھ میں امن و امان اور جرائم کی صورتحال کا ایک طائرانہ جائزہ روزنامہ جنگ لاہور کی زبانی پیش ہے:۔

"سندھ میں ۱۹۹۲ء کے دوران ہر چھٹے گھنٹے پر قتل، ہر پانچویں گھنٹے پر ڈکیتی، ہر تیسرے دن بدکاری، ہر ۳۶ منٹ میں چوری، ہر ۷۰ منٹ میں گاڑی چھیننے کی واردات، ہر ۲۱ ویں گھنٹے میں اغوا برائے تاوان۔ سندھ میں جرائم کی شرح میں ۹ فیصد اضافہ مجموعی طور پر بارہویں منٹ پر ایک جرم سرزد ہوا۔ ۱۵۶۵ قتل کی وارداتیں، ۴۱۱ وارداتیں اغوا برائے تاوان کی ہوئیں"۔

[روزنامہ جنگ لاہور، ص۔۱۔ ۵، ۲ جنوری ۱۹۹۳ء]

۱۹۹۳ء میں سندھ کی کیا صورت حال رہی مختصر جھلک پیش ہے:۔

"۱۹۹۳ء میں سندھ میں ہر بارہ منٹ پر ایک جرم ہوا۔ تعداد جرائم ۴۲۴۹۹ رہی۔ ہر ۳۴ منٹ میں نقب زنی، ہر گھنٹے چوری، ہر چوتھے گھنٹے ڈکیتی اور ایک بچہ لاپتہ ہوا۔ ۱۲ گھنٹے بعد اغوا برائے بدکاری، ہر تیسرے روز اغوا برائے تاوان۔ قتل کی ۱۳۵۶ وارداتیں۔ چوری اور نقب زنی کی ۱۵۳۷۶ وارداتیں ہوئیں"۔

[بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ص۔۸، ۲ جنوری ۱۹۹۴ء]

جنرل ضیاء الحق نے جہاں احمدیوں کے بارہ میں امتناع قادیانی آرڈیننس جاری کیا وہاں اسلام کی خدمت کے لئے ایک اور قدم بھی اٹھایا کہ پاکستان کے مسلمانوں کو جبری نمازیں پڑھانے کے لئے صلوٰۃ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ اور ناظمین صلوٰۃ قائم کئے۔ ان جبری نمازوں کا اثر مسلمانان پاکستان پر کیا ہوا اور معاشرہ میں کس قدر پاکیزگی پیدا ہوئی۔ اس کا کسی قدر اندازہ مذکورہ بالا کوائف سے ہو جاتا ہے۔ آپ کی دلچسپی کے لئے یہاں ایک پاکستانی مصنف جناب ممتاز حسین شاہ ایڈووکیٹ کا تبصرہ درج کرتا ہوں۔ آپ اپنی کتاب "آمریت کے سائے" میں لکھتے ہیں:۔

"ضیاء الحق نے ۱۴ اگست ۱۹۸۴ء کو ناظمین صلوٰۃ کے تقرر کا اعلان کیا۔ یہ ناظمین صلوٰۃ کون تھے۔ ان کے اختیارات اور فرائض کیا تھے اس بارے میں زیادہ معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔ البتہ ضرور بتایا گیا تھا کہ یہ حضرات دینی کاروائی کی رپورٹیں براہ راست جنرل ضیاء الحق کے پاس بھیجا کریں گے۔ نیز یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ان لوگوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی۔ مزید یہ کہ آیا جنرل ضیاء الحق کی موت کے بعد قوم کو قیام صلوٰۃ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ بہر حال صورتحال جو کچھ بھی ہو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نظام صلوٰۃ کا اعلان دراصل اسلام کے تصور عبادت اور مسلم قوم کی اسلامی بصیرت کے ساتھ ایک سنگین مذاق کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ جبکہ ضیاء الحق اور ان کے بے منتر مہرے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ رکوع و سجود کی خواہش انسانی روح کی انتہائی گہرائیوں سے جنم لیتی ہے اور اس کا اظہار روحانی وجدان کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے کسی بھی قسم کا خارجی دباؤ انسان کے دل و دماغ میں رکوع و سجود کے جذبات ہرگز ہرگز پیدا نہیں کر سکتا اور پھر ایسی نمازیں جو صرف توپ کے خوف سے ادا کی جائیں قبولیت کے شرف سے قطعاً عاری ہوتی ہیں اور خشوع و خضوع سے بھی خالی اور پھر

کفار عالم الغیب خدا کے سامنے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے صاف کہہ دیں گے کہ ہم پر اتہام لگایا گیا ہے۔ ہم نے تو کبھی شرک نہیں کیا۔ تو منافق اپنے جرم کو مخفی رکھنے کے لئے قیامت کے دن بھی عذر پیش کرے گا۔ اور بعض دفعہ تو منافق ایسے رنگ میں عذر پیش کرتا ہے کہ وہ بظاہر معقول نظر آتا ہے اور اسے سن کر ایک مخلص آدمی کا دل گداز ہو جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا یہ عذر بیان فرمایا ہے۔ انما نحن مصلحون کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں فساد تو دوسرے لوگ کرتے ہیں۔

ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو پڑھ کر اپنے نفس میں سوچے کہ ان میں خدا تعالیٰ کے جو وعدے نظر آتے ہیں ان کے لئے مجھے کتنی قربانی کرنی چاہئے اور میں کہاں تک قربانی کر رہا ہوں۔ آیا میری قربانی ان ارادوں اور وعدوں کے ساتھ مطابقت بھی کھاتی ہے یا نہیں۔

اس زمانہ میں بھی جبکہ سلسلہ احمدیہ ابتدائی حالت میں سے گزر رہا ہے۔ بعض لوگوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے بچنے کے لئے عذر تراشتا رہتا ہے۔ پھر ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو وسعت نظری نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ زمانہ کو دیکھتے ہوئے اپنے آئندہ پروگرام کو نہیں سمجھتا اور نہ ہی وہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ ہر سمجھدار انسان قطع نظر اس سے کہ وہ اپنی طاقتوں پر نظر ڈالے۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پر غور کرے تو اسے ان الہامات میں سے ہی موجودہ زمانہ اور آئندہ زمانے کے لئے پروگرام مل جائے گا۔ ان الہامات کو پڑھ کر انسان اپنے نفس میں سوچے کہ ان میں خدا تعالیٰ کے جو وعدے نظر آتے ہیں ان کے لئے مجھے کتنی قربانی کرنی چاہئے اور میں کہاں تک قربانی کر رہا ہوں۔ آیا میری قربانی ان ارادوں اور وعدوں کے ساتھ مطابقت بھی کھاتی ہے یا نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے گئے۔

پس ہر احمدی ان الہامات کو دیکھے اور اپنے دل میں غور کرے کہ کیا میرا قدم الٰہی منشاء کے مطابق آگے بڑھ رہا ہے یا نہیں۔ مگر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہم میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو ابتلاؤں کے وقت گھبرا جاتے ہیں اور اس کارک کی طرح کانپنے لگ جاتے ہیں۔ جو دریا کی لہروں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ بظاہر کارک جدوجہد کرتا نظر آتا ہے مگر وہ جدوجہد کسی آزادی کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس وقت بحالت مجبوری کانپتا اور لرزتا ہے کیونکہ کارک کی حرکت اس کے اپنے تابع نہیں ہوتی بلکہ لہروں کے تابع ہوتی ہے۔ ہم میں سے بھی اکثر افراد ایسے ہیں جن کی حرکات اختیاری نہیں بلکہ غیر اختیاری ہیں اور وہ اپنے مقصود کو جو بہت بعید ہے اس چھوٹے بچے کی طرح جو چاند کو دیکھ کر پکڑنے کی کوشش کرتا ہے، حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس بُعد اور دُوری کو سمجھنے کی جستجو ہی نہیں کرتے جو ان کے اور ان کے مقصد کے درمیان حائل ہے۔ اور اگر وہ سمجھنے کی کوشش کریں تو ان کے لئے تمام وہ باتیں جنہیں وہ ناممکن خیال کرتے ہیں۔ ممکن الحصول بن جائیں۔

موجودہ زمانہ میں ہمارا کام لوگوں کے قلوب کو بدلنا ہے۔ دنیا کے غلط نظاموں کو بدلنا ہے۔ تعلیم اور تمدن کو بدلنا ہے۔ غرضیکہ دنیا کے سارے رنگوں کو بدل کر نیا رنگ قائم کرنا ہے۔ اور یہ کوشش ہماری اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ ساری دنیا نئی شکل اختیار نہ کر لے۔

دنیا میں اگر ایک طرف یورپ کا فلسفہ تزئین اور مغربیت ہے تو دوسری طرف مشرقیت اور اس کی رسوم ہیں۔ اگر ایک طرف مایوسی کا عالم ہے تو دوسری طرف دنیا کی تمام لذات حاصل کرنے والے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان یعنی مشرقیت اور مغربیت کے درمیان ہماری مثال ایک کارک کی سی ہے جو لہروں کے درمیان کانپتا اور لرزتا ہے آپ لوگوں میں سے اکثر احباب جنہوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہوگا وہ جانتے ہوں گے کہ کارک کو لہریں گھٹنوں اوپر نیچے کرتی رہتی ہیں۔ مگر جب لہریں اٹھنی بند ہو جاتی ہیں تو کارک وہاں کا وہاں ہی ہوتا ہے اس کی تمام جدوجہد سے اسے کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کی تمام سعی لاحاصل ہوتی ہے اور اس تمام جدوجہد اور سعی سے کسی قسم کا تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی کوشش اور جدوجہد میں بظاہر ترقی کا قدم نظر آتا ہے۔ مگر دراصل وہ سکون ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کی وہ حرکت اندرونی نہیں ہوتی بلکہ بیرونی ہوتی ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو ابتلاؤں کے وقت گھبراہٹ کا اظہار کرتے اور شور مچاتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت دنیا میں کسی قسم کا تغیر پیدا نہیں کرتی اور نہ ہی ان کی یہ حرکت کوئی نیک نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ اس قسم کی حرکت صرف ایک مجنونانہ فعل ہوتا ہے۔ جو حرکت دنیا میں تغیر پیدا کرتی اور نیک نتیجہ برآمد کرتی ہے اس کے لئے سب سے پہلے یقین ہوا کرتا ہے۔ یعنی انسان یہ سمجھے کہ یہ میرا کام ہے اور میں یہ کام کر کے رہوں گا۔ جب تک اس عظیم الشان مقصد کے لئے جو ہمارے پیش نظر ہے پختہ یقین حاصل نہ ہو اس وقت تک ہم اپنے کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کوئی دنیا میں تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔

جب تک اس عظیم الشان مقصد کے لئے جو ہمارے پیش نظر ہے پختہ یقین حاصل نہ ہو اس وقت تک ہم اپنے کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کوئی تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔

پس ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا ہم میں وہ یقین موجود ہے جو کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہونا چاہئے اور جس کے نتائج رونما ہوا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے متعلق یہ کہہ دینا کہ خدا تعالیٰ انہیں خود پورا کرے گا یقین نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ یہ نفس کا ایک بہانہ ہے اور نفس کا جدوجہد کرنے سے عذر پیش کرنا اور اجتناب کرنا ہے۔ ورنہ یقین کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے مطابق کوشش بھی کی جائے اور یہ سمجھ کر کوشش کی جائے کہ مجھے کامیاب ہونے کا یقین ہے۔ جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر وہ انعامات نازل کرتا ہے جن کا وعدہ اپنے نبی کے ذریعہ اس نے کیا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو اپنے وعدے پورے کرنے ہی ہیں۔ مگر وہ قوم جس میں یقین کا مادہ نہیں ہوتا اس کے ذریعہ پورے نہیں کرتا بلکہ بعد میں آنے والی نسلوں کے ذریعہ پورے کرتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کئے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کے متعلق یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ خدا تعالیٰ خود انہیں پورا کر دے گا بلکہ انہوں نے اپنے تمام اوقات اور لمحات اس کام کے لئے صرف کر دئے۔ اور اپنے یقین کو عملی رنگ دے کر جدوجہد شروع کر دی تھی۔ مگر ہم میں سے کتنے ہی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جو خدا کے وعدے ہیں وہ خود ان کو پورا کرے گا۔ ہمیں ان کے لئے جدوجہد کی کیا ضرورت ہے۔ دراصل اس قسم کا یقین یقین نہیں کہلاتا۔ بلکہ ایک مجنونانہ بڑ ہوتی ہے۔ صرف زبان سے ایک بات ماننا اور اپنے ہاتھوں سے کام نہ کرنا یقین نہیں کہلاتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کئے تھے صحابہ کرامؓ نے ان کے متعلق یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ خدا تعالیٰ خود انہیں پورا کر دے گا بلکہ انہوں نے اپنے تمام اوقات اور لمحات اس کام کے لئے صرف کر دئے اور اپنے یقین کو عملی رنگ دے کر جدوجہد شروع کر دی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ وہ احمدیت کے ذریعہ تمام وہ عمارتیں جو اسلام کے مقابل پر بنائی گئی ہیں توڑ دے گا۔ اور ہم جب تک اپنی کوششوں سے ان عمارتوں کو توڑ نہ دیں اس وقت تک ہم لوگوں کے دلوں میں اسلام کی قدر و عظمت نہیں بٹھلا سکتے۔

مغربیت ایک عمارت ہے جو اسلام کے مقابل پر بنائی گئی۔ مشرقیت جس میں رسوم اور بدعات آگئی ہیں۔ یہ بھی ایک عمارت ہے جو اسلام کے مقابل پر ہے۔ مگر ہم میں سے کتنے ہیں جو ان کو بے سود سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ یہ عمارت ہمارے ہاتھ میں آ جائے۔ مگر اس طرح عمارت کی شکل تبدیل نہیں ہو سکتی۔ میرے ہاتھ میں آجانے کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ چیز میری ہو جائے اور میں اس کا مالک کہلاؤں۔ مگر ہمارا مقصد پہلی عمارت کو توڑنا اور اس کی جگہ اصلی اسلامی عمارت کو قائم کرنا ہے۔ یعنی پہلا محل توڑ کر گرا دیا جائے اور اس کی جگہ ایک نیا محل کھڑا کر دیا جائے۔ لیکن اگر محل توڑا نہ جائے صرف ایک کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلا جائے تو اس صورت میں عمارت تو وہی رہی۔ فرق اتنا ہوا کہ ایک کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں آگئی۔ مگر کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ رسوم اور بدعات جو اسلام کی شکل کو چھپائے ہوئے ہیں تم میں آجائیں اور تم بھی انہی برائیوں کے مرتکب ہونے لگے جاؤ جن کے دوسرے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ہمارا مقصد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے وہ ان عمارتوں کی شکلوں کو تبدیل کرنا ہے اور ان کی جگہ پر اسلامی احکام کا عمل جاری کرنا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ان عمارتوں کو جو اسلام کے مقابل پر ہیں توڑا جائے اور جب تک پہلی چیز توڑی نہ جائے اس کی جگہ دوسری چیز نہیں بن سکتی۔ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے جب تک اس کا تمدن توڑا نہ جائے اس وقت تک اسلامی تمدن کہاں رائج ہو سکتا ہے۔ اسلامی تمدن کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے موجودہ تمدن کی عمارت کو توڑا جائے اور جب یہ عزم اور یہ روح تم میں پیدا ہو جائے۔ اس وقت نہ تو تمہیں خطبات دینے کی ضرورت ہوگی اور نہ لمبی تقریریں کرنے کی حاجت ہوگی۔ کیونکہ تم میں خود کام کرنے کی ہمت پیدا ہوگئی ہوگی۔ اور جب تک یہ حالت نہ ہو اس وقت تک خطبات اور تقریریں بھی ایسی ہیں جیسے کوئی بھینس کے آگے بین بجائے۔

پس میں اس وقت ان طالب علموں کو جنہوں نے ایڈریس پیش کیا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ احمدیت کا مقصد سمجھیں اور یہ سمجھ کر کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ اس کے لئے جدوجہد اور کوشش کریں۔ یاد رکھو جب یہ حالت تم میں پیدا ہو جائے گی اور ایک نظام کے ماتحت جدوجہد شروع کرو گے تو پھر تمہیں ہدایتیں دینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ تم خود بخود کام کرتے چلے جاؤ گے۔

نپولین کا ایک واقعہ ہے جب میں اس کو پڑھتا ہوں۔ میرے دل پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ نپولین نے اپنی فوج میں سے چند بہادر سپاہیوں کو چن کر اپنا باڈی گارڈ بنایا ہوا تھا۔ واٹرلو کی جنگ میں جب نپولین کی فوج کو شکست ہوئی تو ایک شخص باڈی گارڈ سپاہیوں کے پاس سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ وہ دشمن کی فوج سے جن کے پاس کافی گولہ بارود تھا صرف تلواروں سے لڑ رہے ہیں۔ انہیں مخاطب ہو کر

SUPPLIERS OF
CATERING MATERIAL
FOR WEDDINGS,
PARTIES AND OTHER
SOCIAL FUNCTIONS
ABBA
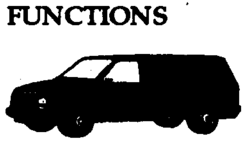
CATERING SUPPLIES
081 574 8275
081 843 9797

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY-LONDON ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

کہنے لگا۔ تم تلواروں سے کیوں لڑتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس گولہ بارود ختم ہو گیا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا جب تمہارا گولہ بارود ختم ہو گیا ہے تو لڑائی کس طرح کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نپولین نے ہمیں لڑنا ہی سکھایا ہے میدان سے بھاگنا نہیں سکھایا۔ اور یہ کہہ کر وہ باڈی گارڈ سپاہی ایک ایک کر کے ڈھیر ہو گئے مگر میدان جنگ سے نہ بھاگے۔

اس طرح نپولین کی شکست فتح سے تو نہ تبدیل ہو سکی لیکن جو روح ان میں پیدا ہو گئی تھی اور جس کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے جانیں دیں۔ اس نے ان کی قوم کو زندہ کر دیا۔ اور وہ آج تک ان مرنے والوں پر فخر کرتی ہے۔

پس ہر وہ قوم جس میں کام کرنے کی ایسی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتی ہے پیچھے ہٹنا نہیں جانتی۔ نپولین انگریزوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا اور اسی قید کی حالت میں مر گیا۔ مگر اس کی شہنشاہیت اس کی گرفتاری اور موت کے بعد ختم نہ ہو گئی۔ بلکہ فرانس میں مستحکم ہو گئی اور وہ روح جو نپولین کے سپاہیوں میں موجود تھی کہ ہم کو لڑنا سکھایا گیا ہے میدان جنگ سے بھاگنا نہیں سکھایا گیا۔ اسی نے فرانس کی شہنشاہیت کو قائم کر دیا۔ اور اب بھی جب کوئی فرانسیسی ان واقعات کو پڑھتا ہے تو اس کی چھاتی تن جاتی ہے اور فخر سے اپنی گردن اونچی کر کے کہتا ہے کہ میں ان کی اولاد ہوں جن کو لڑنا سکھایا گیا تھا اور جو بھاگنے کے نام سے ناواقف تھے۔

جس قوم میں کام کرنے کی روح پیدا ہو جاتی ہے وہ مر کر بھی زندہ قوم کہلاتی ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو کام کرنے کی روح پیدا کرنی چاہئے۔

جس قوم میں کام کرنے کی روح پیدا ہو جاتی ہے وہ مر کر بھی زندہ قوم کہلاتی ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو کام کرنے کی روح پیدا کرنی چاہئے۔ اس کے بعد نظام کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر صرف نظام ہو اور کام کرنے کی روح نہ ہو تو اس سے بھی کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ آج کل مسلمانوں کی کئی انجمنیں بنی ہوئی ہیں۔ مگر ان کو کام کرنے کی چونکہ عادت نہیں اس لئے مسلمان اپنے اس نظام سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ کہیں مسلم لیگ قائم ہے، کہیں مسلم کانفرنس ہے اور کہیں انجمن حمایت اسلام ہے۔ مگر ان انجمنوں میں صرف پریذیڈنٹ اور سیکرٹری علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں باقی لوگوں کی شکلیں ایک ہی ہوتی ہیں۔ جو شکلیں انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں نظر آتی ہیں وہی مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس میں نظر آتی ہیں۔ گویا ایک نظام تو ہے مگر اس سے اب تک مسلمانوں نے اس وجہ سے فائدہ حاصل نہیں کیا کہ ان میں کام کرنے کی روح نہیں۔

پس دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ کام کرنے والی روح کی بھی ضرورت ہے اور نظام کی بھی ضرورت ہے۔ ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے دماغ اور ہاتھ ہوتے ہیں۔ جب تک دماغ کے ماتحت ہاتھ کام کرنے والا نہ ہو اس وقت تک دماغ کی تدابیر سے فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ہاتھ تو ہوں لیکن دماغ نہ ہو تب بھی کام صحیح طریق پر نہیں کیا جا سکتا۔ پس پہلی چیز کام کرنے کی روح ہے۔ نظام کا درجہ اس کے بعد ہوتا ہے اور جس قوم میں یہ دونوں باتیں پیدا ہو جائیں اس کی ترقی لازمی ہوتی ہے۔

کثرت و قلت کا سوال اس قوم کے لئے جس میں کام کرنے کی روح ہو اور ایک نظام کے ماتحت ہو کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ امر ثابت ہے کہ تھوڑے بہتوں کا سوال کام کرنے والی قوموں کی راہ میں کبھی روک ثابت نہیں ہوا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ:

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة

کئی چھوٹی جماعتیں ہوتی ہیں جو بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں۔ لیکن علاوہ مذہب کے ہم دنیاوی لحاظ سے بھی دیکھتے ہیں کہ کام کرنے والی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر جن میں کام کرنے کی روح نہیں ہوتی، غالب آ جاتی ہیں۔

پس تم اپنے اندر اسلام کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کا مستحکم ارادہ پیدا کرو اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ تم نے ہی اس کام کو کرنا ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ کام میں لگ جاؤ۔ تم وہ ایمانی طاقت پیدا کرو کہ اگر دریا سے کہو کہ تھم جاؤ تو وہ تھم جائے۔ اور اگر پہاڑ سے کہو کہ ہٹ جاؤ تو وہ ہٹ جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مادی پہاڑ کو کہو تو وہ تمہارے آگے سے ہٹ جائے گا یا ظاہری دریا کو کہو تو وہ تھم جائے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اگر تم میں حقیقی ایمان ہے تو پہاڑوں جیسی مشکلات کو دور کر لو گے اور دریاؤں کو عبور کر جاؤ گے۔ اس وقت میری نصیحت چونکہ بچوں یعنی مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کے طلباء کو ہے اس لئے میں ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اندر اس روح کو پیدا کریں۔ اب باتیں کرنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ یہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ملی ہے اس کے اپنے آپ کو مستحق ثابت کرو۔ اس کے بعد سارے کام آسان ہو جائیں گے۔ ورنہ دوسرے لوگ آ کر یہ کام کریں گے اور تم ان انعامات سے محروم رکھے جاؤ گے۔ جن کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں۔ ان کے لئے بھی جنہوں نے ایڈریس پیش کیا اور ان کے لئے بھی جو اس تقریب میں شامل ہوئے اور ان کے لئے بھی جو باہر جانے والے اور باہر سے آنے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے شامل حال ہو اور ان سب کا حافظ و مددگار ہو۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان، مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۶ء صہ ۳ تا ۵)

حدیث نبویؐ

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

دین کا خلاصہ خیرخواہی ہے

کوئی تو ہوں گے چلیں گے جو سر اٹھا کے یہاں
مرے وطن! تری گلیوں میں ہم تو چل نہ سکے

شریک راہ سفر تھے جو ایکدن، ان کو
لگی ہیں ٹھوکریں ایسی کہ پھر سنبھل نہ سکے

جو باغباں تھے انہیں فرصت نمو نہ ملی
ترے نہال ترے آب و گل سے پھل نہ سکے

اگرچہ شور و فغاں ترے کاخ و کو سے اٹھا
وہ بے حسی تھی کہ سینوں میں دل مچل نہ سکے

بھٹک گیا رہ منزل سے قافلہ اپنا
یہ کیا نوشتہ تقدیر ہے کہ ٹل نہ سکے

(عبدالمنان ناہید)

بقیہ زکوٰۃ از صفحہ

بعض وضاحتیں

۱۔۔ بعض اموال پر حکومت ٹیکس یا مالیہ وصول کرتی ہے۔ اگرچہ اس کا نام زکوٰۃ نہیں رکھا جاتا تاہم ایسے اموال پر مزید کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ کسی مال پر حکومت کا ٹیکس زکوٰۃ کی مقررہ شرح سے کم ہو۔ اس صورت میں ٹیکس کی رقم زکوٰۃ کی کل رقم سے منہا کر کے باقی بطور زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

۲۔۔ جانوروں کی زکوٰۃ صرف ان چارپایوں پر عائد ہوتی ہے جو جنگل میں چر کر خوراک حاصل کرتے ہوں اور انہیں خود چارہ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔ نیز جوتنے اور لادنے کے کام نہ لائے جاتے ہوں۔

۳۔۔ زکوٰۃ کے مختلف نصاب رکھنے والے اموال کو جمع کر کے ان پر مشترکہ طور پر زکوٰۃ عائد نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً اونٹوں کا نصاب پانچ راس ہے۔ اور گائیوں بھینسوں کا تیس راس ہے۔ جس شخص کے پاس یہ دونوں اقسام کے جانور ہوں تو ان میں سے کسی ایک قسم کے جانوروں پر اس وقت زکوٰۃ عائد ہوگی جب ان کی اپنی اپنی تعداد نصاب کو پہنچ جائے۔

چندہ اور زکوٰۃ الگ الگ ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انفاق فی سبیل اللہ کی دس اقسام بیان فرمائی ہیں۔ اور زکوٰۃ کو پہلی قسم قرار دیا ہے۔ دوسری قسم صدقہ ہے اور سلسلہ احمدیہ کے دوسرے چندے تیسری قسم کی ذیل میں آتے ہیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"تیسری چیز چندہ ہے جو دین کے جہاد کے لئے ہوتا ہے۔ یہ جہاد خواہ تلوار سے ہو یا قلم اور کتب سے۔ یہ بھی ضروری ہے، کیونکہ زکوٰۃ اور صدقہ تو غرباء کو دیا جاتا ہے۔ اس سے کتابیں نہیں چھاپی جا سکتیں۔ اور نہ مبلغوں کو دیا جا سکتا ہے"۔ (ملائکۃ اللہ صہ ۶۲)

اسی طرح فرمایا:۔

"اسی طرح اگر جہاد کی غرض سے یا کسی قومی خدمت کے لئے جو براہ راست اس کے متعلق نہیں کوئی شخص کسی بھائی کی امداد کرتا ہے تو اس کا وہ خرچ بھی صدقہ نہیں کیونکہ اس خرچ سے دوسرے بھائی کی ذاتی ضرورت پوری نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کے بدلہ میں اس سے ایک قومی کام لیا گیا ہے۔ سو یہ تیسری قسم کا خرچ ہے جو نہ زکوٰۃ ہے نہ صدقہ مگر ہے نہائت ضروری اور انسان کو بہت بڑے ثواب کا مستحق بناتا ہے۔ آجکل تلوار کا جہاد تو ہے نہیں۔ پس اشاعت اسلام اور نظام جماعت کی مضبوطی اور اس قسم کے دوسرے کاموں کے لئے جو رقوم دی جاتی ہیں وہ اس مد میں شامل ہیں۔ اور "و جاہدوا باموالکم و انفسکم" کے حکم کے پہلے نصف کو پورا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ مگر دوسرا نصف اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ مال خرچ کرنے کے علاوہ کبھی کبھی اپنے کاموں کا خرچ خود ہی کچھ دن تبلیغ کے لئے دے یا ترقی کی غرض سے تعلیم و تربیت کے کام میں حصہ لے"۔

(تفسیر کبیر سورہ البقرہ آیت ۴)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چندہ ہر احمدی کے ذمہ لازمی اور حتمی قرار دیا ہے اور اسے متواتر تین ماہ تک ادا نہ کرنے والے شخص کو اپنی جماعت سے خارج بتایا ہے۔ وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے۔ غرض زکوٰۃ ایک الگ فریضہ ہے جو باوجود ان مختلف چندوں کے ادا کرنے کے پھر بھی واجب الادا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ روئے زمین پر بسنے والے تمام صاحب نصاب احمدیوں کو اسلام کے اس بنیادی اور اہم رکن پر بہ دل و جان عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔